سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(سوموار9، منگل10، بدھ11، جمعرات12، جمعتہ المبارک13۔دسمبر2013)
(یوم الاثنین5، یوم الثلاثہ6، یوم الاربعاء7، یوم الخمیس8، یوم الجمع9۔صفر المظفر1435ھ)

سولھویں اسمبلی: پانچواں اجلاس

جلد5(حصہ دوم): شمارہ جات : 7 تا 11

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پانچواں اجلاس

سوموار،9۔دسمبر2013

جلد5: شمارہ7

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ	-----------	600
2۔	ایجنڈا	-----------	602
3۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	604
4۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	605
	سوالات (محکمہ زراعت)		
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	-----------	606
6۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----------	639

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)		
7۔	مسودہ قانون شفافیت اور معلومات تک حق رسائی پنجاب مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	643
	توجہ دلاؤ نوٹس		
8۔	ضلع لاہور: مانگا منڈی میں پانچ لاکھ کی ڈکیتی کی تفصیلات	------------	644
9۔	ضلع سرگودھا: ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ایک شہری کی ہلاکت و تین افراد کے زخمی ہونے کی تفصیلات	------------	646
	تحاریک استحقاق		
10۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	------------	647
	تحاریک التوائے کار		
11۔	دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے زیر زمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ (---جاری)	------------	649
12۔	صوبہ میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کرنے والے گروپس کی مانیٹرنگ کا مطالبہ (---جاری)	------------	650
13۔	پنجاب کے کئی اضلاع میں سیلاب کی آڑ میں سبزیوں کی قیمتوں میں صد فیصد اضافہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا (---جاری)	------------	651
14۔	گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں کے درمیان چھوٹے پارکس کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا (---جاری)	------------	652
15۔	گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کو اپ گریڈ کرنے کے ساتھ ساتھ فیسوں میں بھی کئی گنا اضافہ (---جاری)	------------	653
16۔	لاہور میں مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کا مسکن کھنڈر میں تبدیل (---جاری)	------------	657
17۔	گورنمنٹ انگلش میڈیم گرلز ہائی سکول "رکھ ماچھیکے" شیخوپورہ کی ہیڈ مسٹریس کا نصابی کتب کو کباڑیئے کو فروخت کرنا (---جاری)	------------	659

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
18۔	لاہور میں غازی آباد پولیس کے نجی ٹارچر سیل سے چودہ سالہ طالبعلم برآمد(۔۔۔جاری)	------------	660
19۔	صوبہ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے پراپرٹی ٹیکس میں پانچ گنا اضافے کی تجویز(۔۔۔جاری)	------------	661
	سرکاری کارروائی		
	مسودات قانون(جو زیر غور لائے گئے)		
20۔	مسودہ قانون(ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2013	------------	664
21۔	مسودہ قانون(ترمیم) سماجی تحفظ صوبائی ملازمین مصدرہ2013	------------	718
	منگل،10۔دسمبر2013		
	جلد5:شمارہ8		
22۔	ایجنڈا	------------	725
23۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	727
24۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	728
	سوالات(محکمہ جیل خانہ جات)		
25۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	729
26۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	763
	تحاریک استحقاق		
27۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	------------	775
	تحاریک التوائے کار		
28۔	پنجاب یونیورسٹی اور یو ای ٹی یونیورسٹی کی انتظامیہ کی جانب سے ہاسٹلز کا سرچ آپریشن کرنے کی وجہ سے مشکوک افراد کا نجی ہاسٹلز کی طرف رجحان میں اضافہ	------------	776
29۔	گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین میں خطیر رقم سے تعمیر بی ایس سی بلاک میں کلاسز کے اجراء میں تاخیر	------------	777
نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
778	اخبارات میں قرآنی ترجمہ والے متبرک اوراق کو بے حرمتی سے بچانے اور محفوظ کرنے کا مطالبہ ------------	30۔
780	صوبائی دارالحکومت کے قبرستان گندے پانی اور مچھروں کی آماجگاہ میں تبدیل ------------	31۔
781	کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کا مطالبہ ------------	32۔
784	آشیانہ ہاؤسنگ سکیم لاہور کے الاٹی گھر مکمل ہونے کے باوجود قبضہ سے محروم ------------	33۔
785	پنجاب کی جیلوں میں ایڈز کے مرض میں اضافہ ------------	34۔
786	صوبائی ملازمین کا حکومت پنجاب سے اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دینے کا مطالبہ ------------	35۔
	پوائنٹ آف آرڈر	
787	تحریک التوائے کار کا جواب متعلقہ منسٹر کے ہوتے ہوئے دیگر منسٹر کے جواب دینے پر رولنگ کا مطالبہ ------------	36۔
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
790	کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے اور اس کا نام میاں محمد شریف کے نام سے موسوم کرنا(۔۔۔جاری) ------------	37۔
791	دُلا بھٹی (شہید) کے مزار کو قبضہ سے بچانے اور شایان شان مزار کی تعمیر کا مطالبہ ------------	38۔
792	معذور افراد کو روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے اور بھرتی کوٹا پانچ فیصد کرنے کا مطالبہ ------------	39۔
793	بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانون سازی کا مطالبہ ------------	40۔
795	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	41۔

قرارداد

42- بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے خلاف
انتقامی کارروائی کی مذمت ------------ 796

43- قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 797

قرارداد

44- جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر رنج وغم
کا اظہار اور ان کی انسانی حقوق کے لئے خدمات کو خراج عقیدت کا پیش کیا جانا ------------ 798

بدھ، 11-دسمبر 2013

جلد 5: شمارہ 9

45- ایجنڈا ------------ 801

46- تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------ 803

47- نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 804

سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

48- نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ 805

49- نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 840

تحاریک التوائے کار

50- ای ڈی او (صحت) لیہ کا عدالت عالیہ کے حکم کے باوجود برخاست
کمپیوٹر آپریٹروں کو بحال نہ کرنا ------------ 854

51- پنجاب میں انسانی گردوں کی خرید وفروخت کھلے عام جاری ------------ 854

52- زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو دو حصوں میں تقسیم کرنے سے
اس کی تاریخی حیثیت مسخ ہونے کا خدشہ ------------ 856

53- انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور نشتر ہسپتال ملتان میں مریضوں کو
ضروری ٹیسٹوں کے لئے لمبی لمبی تاریخیں دینے سے پریشانی کا سامنا ------------ 857

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

54- دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا پانی ڈالنے سے آلودگی میں

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	خطرناک حد تک اضافہ سے مختلف بیماریوں میں اضافہ	------------	858
55۔	گلبرک لاہور میں واقع ایل جی ایس سکول و دیگر پرائیویٹ اداروں کا تعلیمی نصاب سے اسلامیات کا مضمون نکالنا	------------	859
56۔	وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کے کوارٹروں کو ترکی کمپنی کو فروخت کرنے سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا	------------	861
	سرکاری کارروائی		
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)		
57۔	مسودہ قانون کو زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	865
58۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013	------------	866
59۔	کورم کی نشاندہی	------------	886
60۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013 (۔۔۔جاری)	------------	886
61۔	کورم کی نشاندہی	------------	902
62۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013 (۔۔۔جاری)	------------	902
63۔	کورم کی نشاندہی	------------	911
64۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013 (۔۔۔جاری)	------------	911
	جمعرات، 12۔دسمبر 2013		
	جلد 5: شمارہ 10		
65۔	ایجنڈا	------------	914
66۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	918
67۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	919

پوائنٹ آف آرڈر

68۔ لاہور میں اقلیتی ادارے گوشہ امن اور سکول واپس کرنے کا مطالبہ ----------- 920

سوالات (محکمہ جات خوراک و اوقاف)

69۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ----------- 922

70۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------- 959

توجہ دلاؤ نوٹس

71۔ لاہور: راوی روڈ پر حافظ شمس الرحمٰن مذہبی رہنما کے قتل کی تفصیلات ----------- 978

72۔ فیصل آباد: 22لاکھ کی ڈکیتی کی تفصیلات ----------- 979

پوائنٹ آف آرڈر

73۔ جنوبی پنجاب میں پٹرول پمپس کی ہڑتال سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا ----------- 979

تحاریک استحقاق

74۔ چوکی کھیانہ تھانہ صدر جھنگ کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی
کے ساتھ ہتک آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ----------- 982

تحاریک التوائے کار

75۔ محکمہ خزانہ پنجاب کا ملازمین کو اگلے سکیل میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس
دینے کے حوالے سے صوبائی محتسب کے فیصلے پر عملدرآمد نہ کرنا ----------- 983

76۔ چک نمبر R-21/8 تلمبہ تحصیل میاں چنوں کی رہائشی خاتون رضیہ
کتے کے کاٹنے کی دوائی نہ ملنے سے جاں بحق ----------- 987

77۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تحصیل کمالیہ میں محکمہ کی ملی بھگت سے جنگلات
کے رقبے میں مسلسل کمی ----------- 992

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودات قانون(جو زیرِ غور لائے گئے)	
78۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013(۔۔۔جاری) ------------	1000
79۔	مسودہ قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013 ------------	1016
80۔	کورم کی نشاندہی ------------	1037
81۔	مسودہ قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013(۔۔۔جاری) ------------	1037
82۔	کورم کی نشاندہی ------------	1053
83۔	مسودہ قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013(۔۔۔جاری) ------------	1053
84۔	کورم کی نشاندہی ------------	1099
85۔	مسودہ قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013(۔۔۔جاری) ------------	1099
86۔	مسودہ قانون(ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب مصدرہ2013 ------------	1105
87۔	مسودہ قانون(ریلیف)(ترمیم)مصارف زندگی ملازمین مصدرہ2013 ------------	1109
88۔	مسودہ قانون(ترمیم)نفاذ(انٹرنیشنل سسٹم)اوزان وپیمانہ جات پنجاب مصدرہ2013 ------------	1112
	جمعتہ المبارک،13۔دسمبر2013	
	جلد5:شمارہ11	
89۔	ایجنڈا ------------	1117
90۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	1119
91۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	1120
	سوالات(محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور آبکاری ومحصولات)	
92۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	1121
93۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	1154

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
94۔	بنگلادیش میں وفائے پاکستان کی بنیاد پر پھانسی کی سزا پانے والے	

	جماعت اسلامی کے سینئر راہنما جناب عبد القادر کے لئے دعائے مغفرت ----------	1165
	تحاریک استحقاق	
95۔	ٹیلیفون کال پر اپنے آپ کو جی ایچ کیو راولپنڈی کے کیپٹن آصف ظاہر کرنے والے کا معزز ممبر اسمبلی کو دھمکی لگانا ----------	1168
	تحاریک التوائے کار	
96۔	پنجاب میں ایڈز کی ادویات کی عدم دستیابی سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ----------	1174
	تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)	
97۔	سیکرٹری پراسیکیوشن کا معزز ممبر اسمبلی سے ملاقات سے انکار ----------	1175
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	
98۔	پنجاب میں گنے کی قیمت بڑھانے کا مطالبہ ----------	1177
	پوائنٹ آف آرڈر	
99۔	پنجاب میں گیس کی بندش سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا ----------	1178
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
100۔	مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب مصدرہ 2013 ----------	1181
101۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)150 کے تحت اسمبلی کی مجالس قائمہ ودیگر کی تشکیل کی تحریک ----------	1191
102۔	اسمبلی کی مجالس قائمہ کی عدم تشکیل کی وجہ سے دیگر مجالس کو سونپے گئے معاملات مجالس قائمہ کے سپرد کرنے کی تحریک ----------	1192

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
103۔	حکومت پنجاب کے حسابات اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں نئی منتخب ہونے والی PAC-I اور PAC-II کے سپرد کرنے کی تحریک ----------	1193

104۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------- 1194
105۔ انڈکس

600

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(12)/2013/964. Dated. 9th December, 2013. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Sardar Sher Ali Gorchani, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor.

RAI MUMTAZ HUSSAIN BABAR
Secretary

602

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر20 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر2 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم)سماجی تحفظ صوبائی ملازمین2013(مسودہ قانون نمبر19 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)سماجی تحفظ صوبائی ملازمین 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر2 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)سماجی تحفظ صوبائی ملازمین2013 منظور کیا جائے۔

604

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

سوموار،9۔دسمبر2013

(یوم الاثنین،5۔صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ
فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ
وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

سُوۡرَةُ الأحزَاب آیات38تا40

پیغمبرؐ پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر دیا اور جو لوگ گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا(38)اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے(39) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبرؐ اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(40)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو
جلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو
دنیا میں رحمت دو جہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں کہ مال روڈ پر دفعہ 144 کا نفاذ ہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر جلسے، جلوس اور ریلیاں نکل رہی ہیں اور مال روڈ تو کیا پورے پنجاب کے اندر اس وقت حالت یہ ہو چکی ہے کہ جلسے، جلوس اور مذہبی ریلیاں وغیرہ سڑکوں پر نکل رہی ہیں جس کی وجہ سے ایمبولینسیں بھی پھنس جاتی ہیں اور آئے دن ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اموات ہو رہی ہیں۔اسی وجہ سے پنجاب یونیورسٹی میں ایک واقعہ پیش آیا جس میں بس کو جلا دیا گیا۔میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ خدارا اس کے اوپر اگر قانون سازی کی ضرورت ہے تو قانون سازی کی جائے اور رسومات، جلسے و جلوس وغیرہ کے لئے جگہ مختص کی جائے تاکہ وہاں یہ سارے پروگرام ہوں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا لہذا میری گزارش ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔وحید گل صاحب!لاء منسٹر آتے ہیں تو آپ کی اس بات کا جواب ان سے لیا جائے گا۔پہلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!میں نے کہا ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت اہم ہے اور اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر irrelevant ہو تو بے شک آپ اسے ریکارڈ کا حصہ نہ بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے سوال کے لئے floor ادھر دے دیا ہے۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا سوال ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 696 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا: چارہ جات کے بیجوں کے لئے تحقیق و دیگر تفصیلات

***696: چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا محکمہ زراعت کے زیر انتظام فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ چارہ جات کے بیجوں کی تحقیق اور چارہ جات کے اعلیٰ قسم کے بیجوں کی کسانوں کو فراہمی کے لئے مختص ہے؟

(ب) مندرجہ بالا انسٹیٹیوٹ نے اپنے قیام سے اب تک کتنی اقسام کے چارہ جات اور بیجوں کی دریافت کر کے ان کو پیداوار کے لئے متعارف کروایا ہے، اگر ایسا ہے تو کیا نئے دریافت شدہ چارہ جات اور بیجوں کا تقابلی جائزہ لیا گیا اور کیا نتائج سامنے آئے؟

(ج) مذکورہ ادارے میں ریسرچ کرنے والے کتنے اہلکاران کب سے تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ سے آگاہ کریں اور انہوں نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنی چارہ جات کی اقسام و بیج دریافت کیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سینئر فاڈر باٹنسٹ کی مبینہ بددیانتی اور عدم دلچسپی کی بناء پر لاکھوں روپے کی مشینری بے کار پڑی ہے اور اسے مطلوبہ مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا رہا؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) مندرجہ بالا انسٹیٹیوٹ نے اپنے قیام سے اب تک 22 چارہ جات کی اقسام دریافت کی ہیں۔ یہ تمام اقسام پرانی اقسام کے تقابلی جائزے کے بعد بہتر پائی گئیں لہٰذا یہ تمام اقسام گورنمنٹ سے منظور شدہ ہیں۔

(ج) ادارہ ہذا میں کام کرنے والے تمام 20 زرعی سائنسدانوں (آفیسرز) کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ مزید برآں کسی بھی فصل کی نئی قسم کی دریافت پر زرعی سائنسدانوں کی ایک ٹیم کام کرتی ہے نہ کہ کوئی اکیلا سائنسدان نئی قسم کے بیج کی دریافت کرتا ہے۔ یہ ٹیم ڈائریکٹر باٹنسٹ کی راہنمائی میں کام کرتی ہے اور ٹیم کا ہر ممبر اپنے اپنے مضمون کے مطابق کردار ادا کرتا ہے۔ عام طور پر ایک قسم کی دریافت کرنے میں 10 سے 12 سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

(د) باٹنسٹ ایک تکنیکی عہدہ ہے اس کے پاس کوئی انتظامی اختیارات نہیں ہوتے۔ فارم کے زیر استعمال مشینری میں سے اگر کوئی مشین مرمت طلب ہو تو اس کی فوراً مرمت کروادی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں دانستہ کسی بھی آفیسر یا ماتحت کی کوئی بد دیانتی اور عدم دلچسپی شامل نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ senior Fodder Botanist کتنے عرصے سے تعینات ہے اور اس حوالے سے rules کیا کہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! وہاں senior botanist غلام نبی صاحب ہیں جو 27-06-1994 سے تعینات ہیں چونکہ یہ scientist ہوتے ہیں اس لئے ان پر ایگزیکٹو والے rules لاگو نہیں ہوتے کیونکہ ان کو specific project دیا جاتا ہے جس پر انہوں نے کام کرنا ہوتا ہے اس لئے ان کا کوئی مخصوص عرصہ تعیناتی نہیں ہوتا۔ یہ Research Institute for Fodder Sargodha میں کام کر رہے ہیں اس لئے ان کی tenure posting نہیں ہوتی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! 19 سال کافی زیادہ عرصہ ہے یہ 19 سال سے وہاں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں جو لاکھوں روپے کی مشینری بے کار پڑی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ اس کے اختیار میں نہیں ہے کہ اس کو مرمت یا تبدیل کرا سکے تو کیا اس شخص نے کسی انتظامی افسر کو لکھ کر بھجوایا ہے، وہاں جدید ترین مشینیں خراب پڑی ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے اور کس سے پوچھا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ساتھ 114 ایکڑ رقبہ attach ہے جہاں پر یہ cultivation کرتے ہیں۔ 114 ایکڑ کی cultivation کے لئے جو مشینری available ہے اس سے cultivation کم نہیں ہوئی بلکہ وہ ہو رہی ہے۔ ہم نے مشینری کی رپورٹ منگوائی ہے جو مشینری خراب ہے اس کے لئے پانچ لاکھ روپے فراہم کر دیئے گئے ہیں اور ان کو کہہ دیا گیا ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر جو بھی خراب مشینری ہے اس کو ٹھیک کرایا جائے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ Botanist وہاں 19 سال سے تعینات ہیں اور ان کے جواب کے جز (ب) میں لکھا ہے کہ 22 چارہ جات کی اقسام دریافت کی ہیں اور عام طور پر ایک قسم کو تیار کرنے میں دس تا بارہ سال کا وقت درکار ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنی supervision میں ان بیس سائنسدانوں سے 19 سالوں میں کتنے نئی قسم کے بیج دریافت کروائے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کسی بھی بیج کو دریافت کرنے میں زراعت کے سارے ڈیپارٹمنٹ مل کر کام کرتے ہیں کوئی ایک آدمی کام نہیں کرتا اور اس میں وقت بھی دس تا بارہ سال لگتے ہیں۔ جو انہوں نے 22 ورائٹیز متعارف کرائی ہیں ان کو تیار کرنے میں پوری ایک ٹیم نے کام کیا ہے کسی ایک فرد نے کام نہیں کیا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ان 19 سالوں میں جب سے یہ head لگے ہیں ان کی supervision میں کتنے چارہ جات اور بیج دریافت ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ head نہیں ہیں بلکہ یہ senior Botanist ہیں اس ادارے کا head تو ڈائریکٹر ہوتا ہے۔ کسی ایک فرد کا نام نہیں لیا جا سکتا بلکہ یہ ٹیم ورک ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! انہوں نے بتایا ہے کہ 22 اقسام دریافت کی ہیں جنہیں دریافت کرنے میں پوری ایک ٹیم نے کام کیا ہے۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 815 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی۔ پختہ کئے گئے کھالا جات و دیگر تفصیلات

*815: جناب اعجاز خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے کھالا جات پختہ ہیں؟

(ب) سال 12-2011 تا 13-2012 ضلع راولپنڈی میں کتنے کھال پختہ کئے گئے ان کا نمبر، گاؤں کا نام مع تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت مذکورہ ضلع میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) مذکورہ ضلع میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے کیا حکومت ان کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع راولپنڈی میں نہری نظام نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کھالا جات کی بجائے اریگیشن سکیمیں (Irrigation Schemes) / پائپ لائینز (Pipe Lines) لگائی جاتی ہیں۔ اب تک مختلف منصوبوں کے تحت ایسی 1433 سکیمیں لگائی جا چکی ہیں۔

(ب) مذکورہ سالوں میں کل 60 اریگیشن سکیمیں لگائی گئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2013۔14 میں ضلع راولپنڈی میں 40 اریگیشن سکیمیں لگانے کا پروگرام ہے

(د) کھال (ضلع راولپنڈی کے حوالے سے اریگیشن سکیم) کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کوئی رقم وصول نہیں کرتی تاہم اس کام کے لئے راجوں اور مزدوروں کے کل اخراجات بذمہ کاشتکار ہوتے ہیں جو وہ خود ہی خرچ کرتا ہے۔ مزید برآں اگر اریگیشن سکیم پر تعمیراتی سامان کی لاگت 2 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ ہو تو زائد رقم کی ادائیگی بھی متعلقہ کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔

(ہ) اریگیشن سکیمیں ٹیوب ویلوں، ندی نالوں، کنوؤں، تالابوں اور چھوٹے ڈیم وغیرہ پر پہلے آئیے پہلے پائیے کی بنیاد پر لگائی جاتی ہیں لہٰذا ان کی تعداد مرتب نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ سال 2013-14 میں ضلع راولپنڈی میں چالیس irrigation schemes لگانے کا پروگرام ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان چالیس سکیموں کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں، کتنی سکیموں پر کام شروع ہو چکا ہے اور کتنی مکمل ہو چکی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جیسے ہم نہری علاقوں میں کھالا جات پکے کرتے ہیں اسی طرح پوٹھوہار کے علاقے اور بارانی علاقوں میں irrigation schemes ہوتی ہیں جو پائپ کے ذریعے مہیا کی جاتی ہیں اس سکیم کے لئے اگر اڑھائی لاکھ روپے سے زائد خرچہ ہو تو باقی خرچہ زمیندار برداشت کرتا ہے اور اڑھائی لاکھ روپے حکومت فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ اس سال چالیس سکیمیں مکمل کرنی ہیں تو انشاء اللہ ہمارے پاس جو بھی درخواست آئے گی ہم اس کو entertain کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اب تک کتنی درخواستیں آ چکی ہیں اور کتنی پر کام شروع ہو چکا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کو اس کی detail فراہم کر دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): ٹھیک ہے۔ میں ان کو detail فراہم کر دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (ہ) میں پوچھا گیا ہے کہ مذکورہ ضلع میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے کیا حکومت ان کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟ جواب یہ آیا ہے کہ irrigation schemes ٹیوب ویلوں، ندی نالوں، کنوؤں، تالابوں اور چھوٹے ڈیم وغیرہ پر پہلے آئیے پہلے پائیے کی بنیاد پر لگائی جاتی ہیں لہذا ان کی تعداد مرتب نہیں ہو سکتی۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ irrigation schemes پبلک خود لگاتی ہے یا محکمہ approve کرتا ہے؟ اگر پبلک خود لگاتی ہے پھر تو ظاہر ہے کہ تعداد مرتب کرنا ممکن نہیں ہے لیکن اگر محکمہ لگاتا ہے تو پھر محکمے کو اس کی تعداد معلوم ہونی چاہئے۔ اس کی ذرا وضاحت فرمادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس میں اس طرح ہوتا ہے کہ ایک User Committee بنتی ہے وہ کمیٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہے اور اس کا باقاعدہ ڈیزائن بنتا ہے کہ ہم نے کس جگہ irrigation scheme لگانی ہے۔ نہری علاقوں میں تو سرکاری کھالے ہوتے ہیں جو موگے سے نکلتے ہیں ان کی تعداد مقرر ہے جیسے پنجاب میں ان کی تعداد 58 ہزار ہے۔ وہاں پر irrigation schemes پرائیویٹ لگتی ہیں وہ کوئی چھوٹے ڈیموں میں لگ جاتی ہیں، ندی نالوں اور ٹیوب ویلوں میں لگتی ہیں اس لئے ان کی تعداد determine نہیں کی جا سکتی۔ ہمارے پاس جو بھی درخواست لے کر آتا ہے اور وہ User Committee بنانے کا criteria fulfill کرتا ہے تو ہم اس کو اڑھائی لاکھ روپے دے دیتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ User Committee سارا خرچہ کرتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا ریکارڈ تو ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہونا چاہئے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس کا ریکارڈ بالکل ہے وہ میں اپنے بھائی کو دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا ریکارڈ تو ہونا چاہئے کہ آپ نے کتنی سکیمیں لگائی ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ سوال ضلع راولپنڈی کا ہے ہم نے اس میں 1433 سکیمیں لگائی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ پھر بہاولپور کی تفصیل چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بس۔ میں منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف ہی دلانا چاہتا تھا کہ جو محکمے نے جواب لکھا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب آپ کو بہاولپور کی detail دے دیں گے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب بہاولپور کے بارے میں درخواست دیں ہم انشاءاللہ تعالیٰ ضرور لگا کر دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: مہربانی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ اس سوال کے بعد مجھے موقع دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے اس سوال کا نہیں کہا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ Question Hour کے بعد موقع دوں گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں نے اسی سے متعلقہ بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، میں عباسی صاحب کے سوال کے بعد آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گا کہ User Committee کا criteria کیا ہے، کیا یہ یوسی level پر بنتی ہے، تحصیل level پر بنتی ہے یا موضع پر بنتی ہے۔ سرکاری طور پر User Committee کی definition کیا ہے جس کی درخواست پر یہ grant دیتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ جیسے نہری علاقوں میں جو کھالے استعمال کرتے ہیں، جو اس کے beneficiaries ہوتے ہیں وہ User Committee بناتے ہیں۔ اسی طرح پوٹھوہار کے علاقے میں جو بھی اس سکیم کے beneficiaries ہوتے ہیں جو سکیم کو استعمال کرتے ہیں انہی پر ہی User Committee مشتمل ہوتی ہے۔ یہ 1981 کے ایکٹ کے تحت کمیٹیاں بنتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید!آپ بات کرنا چاہتی ہیں۔ پلیز، کوئی relevant بات کیجئے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ اگر آپ کو یہ relevant نہ لگے تو آپ اس کو disregard کر سکتے ہیں۔ میں ایوان کی توجہ دلانا چاہوں گی کہ یہ Rule of Procedure کی کتاب ہے۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!آپ کوئی بات کر رہی تھیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ جو ہمیں ایجنڈے کی کاپی کل کے لئے دی جا رہی ہے۔ میں نے اسی پر بات کرنی تھی کہ پچھلے کچھ دنوں سے ہمیں آنے والے دن کے بارے میں ایجنڈے کی کاپی نہیں مل رہی تھی۔ Rules of Procedures کی book میں کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ ہمیں یہ کاپی فراہم نہیں کرنی تو as member ہمارا یہ right ہے کہ ہم جب اگلے دن صبح آئیں تو ہمیں معلوم ہو کہ ایجنڈا کیا ہے اور بزنس کیا ہونا ہے تاکہ ہم اس کے مطابق تیاری کر کے آئیں۔ میں صرف آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی تھی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل آپ کی بات ٹھیک ہے۔ دیکھیں!لاء منسٹر صاحب جونہی ایجنڈے کے بارے میں بتاتے ہیں، جونہی وہ ایجنڈا final کر کے سیکرٹری اسمبلی کے پاس بھیجتے ہیں تو اسی وقت ہی یہ ایجنڈا circulate کیا جاتا ہے۔ اگر آپ Rule(28) Arrangement of Business ذرا پڑھ لیں تو اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! وہ میں نے پڑھ لیا ہے لیکن اس میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ ایجنڈے کی کاپی فراہم نہیں کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جونہی لاء منسٹر ایجنڈا final کر کے سیکرٹری اسمبلی کو بھجواتے ہیں تو فوراً ہی circulate کر دیا جاتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! ایجنڈے کی کاپی جمعرات کو دی گئی اور نہ ہی جمعہ کو دی گئی ہے تو آج اتنا important Bill discuss ہونے جا رہا ہے اور legislation ہو رہی ہے لیکن ہمیں ایجنڈے کی کاپی پہلے نہیں ملی۔ میں نے اس بارے آپ کی توجہ دلانا تھی اگر آپ کو یہ irrelevant لگے تو اسے disregard کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،آپ کی بات ٹھیک ہے بہر حال میں اس کو دیکھتا ہوں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،20منٹ کے لئے نماز مغرب کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی 20منٹ تک ملتوی کر دی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 5:30 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر816 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد۔پختہ کئے گئے کھالا جات و دیگر تفصیلات

*816: **جناب اعجاز خان:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔52 ضلع فیصل آباد میں کل کتنے کھالا جات ہیں ان میں کتنے پختہ ہیں اور کتنے پختہ نہ ہیں؟

(ب) سال12۔2011 کے دوران مذکورہ حلقہ میں کتنے کھال پختہ کئے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی کھالے کا نمبر اور گاؤں کا نام مع تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت مذکورہ حلقہ میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے اور کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنی رقم وصول کی جاتی ہے؟

(د) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے کیا حکومت ان کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) حلقہ پی پی۔52 ضلع فیصل آباد میں کھالا جات کی کل تعداد 177 ہے۔ان میں سے 167 کھالا جات پختہ کئے جا چکے ہیں اور بقیہ 10 کھالا جات ابھی پختہ نہ کئے گئے ہیں۔

(ب) سال12۔2011 کے دوران 5 کھالا جات پختہ تعمیر کئے گئے جن پر ایک کروڑ 5 لاکھ 25ہزار 474روپے خرچ ہوئے ہیں۔کھالا جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کھال نمبر	چک نمبر	کل لاگت (روپوں میں)
1	18889/R	55ر۔ب	30لاکھ34ہزار857
2	105498/R	98ر۔ب	31لاکھ51ہزار623
3	7710/TL	54ر۔ب	27لاکھ82ہزار705
4	11442/L	130ر۔ب	15لاکھ22ہزار402
5	169250/L	146ر۔ب	33ہزار887
		میزان	1کروڑ5لاکھ25ہزار474

(ج) مذکورہ حلقہ میں اس وقت دو کھالوں پر کام جاری ہے۔پختہ کھال کی تعمیر یا اصلاح میں زمینداران سے کوئی رقم وصول نہیں کی جاتی۔ کھال کے حصہ داران کے ذمے صرف راج اور مزدوروں کا خرچ ہوتا ہے جو وہ خود ہی برداشت کرتے ہیں۔ جبکہ مٹیریل کی رقم حکومت کی طرف سے مہیا کی جاتی ہے اور اسے بھی کاشتکار ہی خرچ کرتے ہیں۔

(د) مذکورہ حلقہ میں 10 کھالاجات ابھی تک پختہ نہیں کئے جا سکے جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے۔اس وقت دو کھالاجات کی اصلاح کا کام جاری ہے۔اگر محکمانہ پالیسی کے مطابق کسان اپنے حصہ کی رقم جمع کرلیں تو حکومت بقیہ کھالاجات کو بھی پختہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ حلقہ پی پی۔52 ضلع فیصل آباد میں کل 177 میں سے 167 کھالاجات کو مرمت کیا گیا ہے۔ مگر میری اطلاع کے مطابق ان میں سے پچاس فیصد کھالاجات کی توڑ پھوڑ شروع ہو چکی ہے۔جتنی مرمت کی گئی تھی اس سے زیادہ وہ خراب ہو چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کون سے جز سے متعلق ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں جز(الف) سے متعلق بات کر رہا ہوں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ کھالاجات User Committee کے تحت پختہ کئے جاتے ہیں اور وہی ان کی look after کرتی ہے۔اس کے بعد ان کی third party validation نیسپاک سے کروائی جاتی ہے اس لئے کسی قسم کا issue ابھی تک سامنے نہیں آ سکا۔اگر میرے بھائی point out کریں کہ فلاں کھالا میں کوئی خرابی ہوئی ہے تو میں اس کی inquiry کرالوں گا۔یہ مجھے لکھ کر دے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جی، بہتر ہے میں منسٹر صاحب کو یہ information دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 830 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت سبسڈی دینے کی تفصیلات

*830: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت یکم جولائی 2008 سے آج تک کتنی سبسڈی دی گئی؟

(ب) کتنے ٹریکٹر اس سکیم کے تحت آج تک فراہم کئے گئے ہیں؟

(ج) اس سکیم کی پالیسی اور شرائط کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس سکیم کے تحت نکلنے والے ٹریکٹر کے اکثر مالکان زمین کے مالک تو ہیں، مگر وہ خود کاشت نہیں کرتے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ایسے افراد نے قرعہ اندازی میں سبسڈی سکیم کے تحت نکلنے والے ٹریکٹر فروخت کر دیئے ہیں؟

(و) ایسی کتنی شکایات حکومت کے علم میں آئی ہیں اور ان افراد کے خلاف حکومت نے کیا ایکشن لیا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) 09-2008 سے لے کر آج تک کل 30 ہزار 47 ٹریکٹر دیئے گئے جبکہ ہر ٹریکٹر پر 2 لاکھ روپے سبسڈی دی گئی۔ اس طرح کل 6۔ارب 94 لاکھ روپے کی سبسڈی دی گئی۔

(ب) اس سکیم کے تحت مذکورہ سالوں میں کل 30 ہزار 47 ٹریکٹر فراہم کئے گئے ہیں۔

(ج) گرین ٹریکٹر سکیم کی پالیسی و شرائط کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ حکومت کے علم میں ایسی کوئی شکایت نہیں آئی ہے۔

ہر درخواست دہندہ نے درخواست پر یہ اقرار کیا تھا کہ وہ زمین بذات خود کاشت کرتا ہے اور اس کے ہمراہ بیان حلفی جمع کروایا تھا جس میں یہ واضح درج تھا کہ "درخواست دہندہ / والد / والدہ اس زمین کو خود کاشت کرتا / کرتی ہے۔"

اگر کسی معزز ممبر اسمبلی کو کوئی ایسی شکایت موصول ہو تو وہ حکومت پنجاب کو آگاہ کرے تاکہ ان مالکان کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکے۔

(ہ) جی نہیں۔یہ درست نہیں ہے۔حکومت کے علم میں ایسی کوئی شکایت نہیں آئی ہے۔

(و) جی نہیں۔ایسی کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی ہے۔تاہم پالیسی کے مطابق ایسے افراد کی طرف سے شرائط کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں متعلقہ ڈویژنل کمشنر منتخب فرد کے خلاف پالیسی میں تجویز کردہ تعزیری کارروائی کرے گا۔یہ تعزیری کارروائی الاٹمنٹ حکم کی منسوخی یا سبسڈی کی رقم کی واپسی کی صورت میں ہوگی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں اور کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر881 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کیڑے مار ادویات میں سبسڈی دینے کا معاملہ

*881: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی کپاس کی پیداوار پورے ملک کی کپاس کی پیداوار کا75 فیصد سے زائد ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ کتنے ایکڑ ہے، کیا حکومت کپاس کے زیر کاشت رقبہ کو بڑھانے کے لئے کپاس کے کاشتکاروں کو کچھ ترغیبات دے رہی ہے اور کیا ان ترغیبات میں کیڑے مار ادویات پر کچھ سبسڈی بھی شامل ہے؟

(ج) اگر نہیں تو کیا حکومت ان ادویات پر کچھ سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔پنجاب میں کپاس کی پیداوار پورے ملک کی پیداوار کا 70 سے 75 فیصد تک ہوتی ہے۔

(ب) اس سال پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ 54لاکھ 8ہزار ایکڑ ہے۔ حکومت پنجاب کپاس کا رقبہ بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:

- پنجاب میں کپاس کاشت کرنے والے اضلاع میں زرعی ماہرین کی ٹیمیں کپاس کی بروقت کاشت، بہتر نگہداشت، کیڑوں و بیماریوں کے کنٹرول، بروقت آبپاشی، صاف چنائی اور بعد از چنائی سنبھال کے متعلق مکمل ٹریننگ فراہم کرتی ہیں۔
- محکمہ کے ماہرین کاشتکاروں کے کھیت میں جا کر کیڑوں، بیماریوں کے حملہ کی پیسٹ سکاؤٹنگ کرتے ہیں اور اگر نقصان معاشی حد سے زیادہ ہو تو مناسب زرعی ادویات تجویز کرتے ہیں۔
- ٹی وی، ریڈیو، اخبارات کے ذریعے اچھی پیداوار کے حصول اور کیڑوں، بیماریوں سے بچاؤ کے لئے جدید ٹیکنالوجی سے بروقت آگاہ کیا جاتا ہے۔
- پنجاب بھر میں کاشتکاروں کو خالص ادویات اور کھادوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے جعلی زرعی ادویات و کھادوں کا کاروبار کرنے والے اداروں اور ملزمان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ زرعی زہروں پر حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی سبسڈی نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب ادویات پر سبسڈی دینے کی بجائے ایسے جدید بیج متعارف کروا رہی ہے جو کہ بیماریوں کے خلاف زیادہ قوت مدافعت رکھتے ہوں جس سے ادویات پر سبسڈی کی ضرورت نہ رہے گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ "پنجاب میں کپاس کی پیداوار پورے ملک کا 70 سے 75 فیصد تک ہوتی ہے"۔ جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "اس سال پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ 54لاکھ 8ہزار ایکڑ ہے"۔ اسی طرح آگے بتایا گیا ہے کہ "پنجاب میں کاشت کرنے والے اضلاع میں زرعی ماہرین کی ٹیمیں کپاس کی بروقت کاشت، بہتر نگہداشت، کیڑوں و بیماریوں کے کنٹرول، بروقت آبپاشی، صاف چنائی اور بعد از چنائی سنبھال کے متعلق مکمل ٹریننگ فراہم کرتی ہیں۔ محکمہ کے ماہرین کاشتکاروں کے کھیت میں جا کر کیڑوں، بیماریوں کے حملہ پیسٹ سکاؤٹنگ کرتے ہیں اور اگر نقصان معاشی حد سے زیادہ ہو تو مناسب زرعی ادویات تجویز کرتے ہیں"۔ جبکہ میری اطلاع کے مطابق کسان کو کبھی کسی نے کوئی ٹریننگ دی ہے اور نہ ہی بیماریوں کے کنٹرول کے لئے کسان کے پاس کوئی محکمہ زراعت کا آدمی گیا ہے۔ محکمہ کے ماہرین کیڑوں اور بیماریوں کے حملہ کے بارے میں بھی کچھ نہیں کرتے۔ کیا منسٹر صاحب بتائیں گے کہ جواب میں کس علاقے کے بارے میں لکھا گیا ہے؟ ہمارے پاس تو محکمہ زراعت کا کوئی آدمی آج تک نہیں آیا۔ اس ایوان میں تشریف فرما معزز ممبران

میں سے اکثریت زراعت سے منسلک ہے۔ ہمیں تو جواب میں بتائی گئی سہولتوں میں سے ایک بھی میسر نہیں تو یہ کس کو سہولتیں دی جا رہی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا پیسٹ وارننگ کا باقاعدہ ایک محکمہ ہے جو کہ پیسٹ سکاؤٹنگ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ extension کا پورا wing کسانوں کو services فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح مرکز level پر کسانوں کو ٹریننگ بھی دی جاتی ہے اور پیسٹ سکاؤٹنگ کرنے کے طریق کار بھی سکھائے جاتے ہیں تاکہ کسان خود ہی پیسٹ سکاؤٹنگ کر سکیں۔ اگر میری بہن کو اعتراض ہے کہ ان کے علاقے میں محکمہ زراعت کا کوئی آدمی غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے تو یہ مجھے لکھ کر دے دیں ہم اس کے خلاف inquiry کر لیتے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہمارے محکمہ زراعت کے لوگوں کو پیسٹ سکاؤٹنگ کے حوالے سے کوئی تسلی بخش تربیت نہیں دی گئی۔ پہلے تقریباً ہر ضلع میں زرعی کمیٹیاں بنی ہوئی تھیں جبکہ اب ان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ کم از کم آٹھ دس لوگوں پر مشتمل زرعی کمیٹی تحصیل کی سطح پر بنائیں جو کہ کپاس، گنے اور دھان کے کاشتکاروں کی راہنمائی کرے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! یہ تو آپ تجویز دے رہے ہیں۔ آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ پوچھ لیں اور اگر کوئی تجویز ہے تو آپ وقفہ سوالات کے بعد منسٹر صاحب کو دے دیجئے گا۔

جناب احمد خان بھچر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "پنجاب میں کپاس کی پیداوار پورے ملک کی پیداوار کا 70 سے 75 فیصد ہوتی ہے"۔ دوسری طرف جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "اس سال پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ 54 لاکھ 8 ہزار ایکڑ ہے"۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں جواب ایک دوسرے کے ساتھ contradict کر رہے ہیں۔ یہاں پر زیر کاشت رقبہ 54 لاکھ 8 ہزار بتایا گیا ہے اور 70 سے 75 فیصد پیداوار بتائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا 15 ملین ایکڑ سے زیادہ رقبہ ہے تو یہ 70 سے 75 فیصد پیداوار کس طرح بنتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہوگا کہ یہ باقاعدہ recorded چیز ہے کہ پورے پاکستان میں پچھلے دو تین سال سے کپاس کی twelve to thirteen million

baleعpیدا ہوئی ہیں۔اس حوالے سے دیکھا جائے تو پنجاب میں ہر سال کپاس کی nine to ten million balesپیدا ہوئی ہیں۔اگر آپ اس سال کا dataدیکھیں تو معلوم ہوگا کہ پنجاب میں twelve millionکے مقابلے میںnine million balesپیدا ہو رہی ہیں تو یہ70سے75فیصد بن جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!سوال کے جز(ب)میں ترغیبات کا ذکر ہے۔کیڑے مار ادویات، بروقت آبپاشی اور چنائی کا ذکر ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کاشتکار کوsubsidyنہیں دے سکتے،اگر اس کے پیداواری اخراجات کو کم نہیں کر سکتے،اگر آپ کپاس کیsupport priceمقرر نہیں کر سکتے تو کم از کم گوشت خور شکاریوں کو ان پرندوں کے شکار سے روکا جائے جو کہ کسان دوست ہیں۔مثلاً تیتر، بٹیر،تلور وغیرہ جو کہ از خود کیڑے مکوڑوں اور سنڈیوں کو کھا جاتے ہیں۔یہ کسان دوست پرندے ہیں اگر ان کے شکار پر پابندی لگائی جائے تو اصلی یا نقلی ادویات کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!آپ اس سوال پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!اسی سوال کے جواب میں محکمہ نے جز(ب)کے پیرا نمبر4میں لکھا ہوا ہے کہ "پنجاب بھر میں کاشتکاروں کو خالص ادویات اور کھادوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے جعلی زرعی ادویات و کھادوں کا کاروبار کرنے والے اداروں اور ملزمان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔زرعی زہروں پر حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی سبسڈی نہ ہے"۔آج پنجاب میں جعلی ادویات اس طرح مل رہی ہیں کہ شاید دکانوں پر بھی اس طرح نہ ملتی ہوں۔ہر جگہ پر یہ شکایت ہے کہ جعلی کھادیں، جعلی ادویات اور جعلی سپرے وغیرہ ہیں توkindlyیہ مجھے بتائیں گے کہ جعلی ادویات کا کاروبار کرنے والوں کی سزائیں کیا ہیں، جعلی ادویات کا کاروبار کرنے والوں کو محکمہ والے صبح پکڑ کر لے جاتے ہیں اور شام کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں پہنچے ہوئے ہوتے ہیں تو اُن کے لئے کیا سزا ہوتی ہے کیونکہ اس سے بڑا تو جُرم کوئی نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ پنجاب میں مختلف اداروںproduction of cottonکے حوالے سے اپنے اپنے جو

estimates لگا رہے تھے وہ 8.5 million bales کے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب ہم 9 million bales کو touch کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ہماری زرعی ادویات اور کھادیں کام کر رہی ہیں کہ ہماری crops ہمارے estimate سے بھی زیادہ ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کم از کم پنجاب کے level تک ہم نے اس پر 99 فیصد قابو پالیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر انہیں کہیں شکایت ہو تو یہ ہمیں point out کر سکتی ہیں ہم انشاء اللہ action لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اگر کوئی جعلی ادویات بیچنے والا پکڑا جائے تو اس پر کیا سزا دی جاتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم FIR کاٹتے ہیں اُس کے بعد سزا دینا یا جُرمانہ کرنا عدالت کا کام ہے۔ ہمارا محکمہ ہر کیس کو خود prosecute کرتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وزیر موصوف مجھے بتا دیں کہ کیا عدالت ایک دن میں فیصلہ کر دیتی ہے کہ وہ صبح پکڑے جاتے ہیں اور شام کو واپس آ جاتے ہیں، اگر ایف آئی آر کاٹی جاتی ہے تو وہ شام کو کیسے واپس آ سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس سال اب تک ہم 169 FIR's کاٹ چکے ہیں۔ آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ عدالتوں کا کام ہے کہ اُن کی bail before arrest لیتی ہیں، جُرمانہ کرتی ہیں یا سزا دیتی ہیں۔ ہم تو کیس کو بھرپور طریقہ سے عدالتوں میں prosecute کرتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے جعلی ادویات کا کاروبار کرنے کے جُرم کو bailable رکھا ہوا ہے تو کیا کوئی ایسا سسٹم ہو سکتا ہے کہ یہ جُرم non-bailable ہو جائے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ یہ کیسے ہوتا ہے۔ اس قانون میں ترمیم کر کے اس جُرم کو non-bailable کر دیا جائے کیونکہ ان لوگوں کو سزا تو ملنی چاہئے۔ ہمیں پتا ہے کہ جب ہم یہ جعلی ادویات اور کھادیں لے کر آتے ہیں تو ہم کس طرح suffer کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!اس معاملہ پر آپ کوئی قرارداد لے کر آئیں تو یہ معاملہ پھر اس معزز ایوان میں discuss ہوگا۔ منسٹر صاحب نے بتا دیا ہے کہ انہوں نے اس سال اب تک FIR's 169 کاٹی ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!آپ دیکھیں کہ پنجاب کتنا بڑا صوبہ ہے اور یہ خود مانتے ہیں کہ پنجاب میں زرعی رقبہ کتنا بڑا ہے تو میں حیران ہوں کہ اتنا زیادہ زرعی رقبہ اور صرف یہ FIR's کاٹی گئی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!آپ نے محترمہ کو FIR's 169 کی detail بتا دی ہے تو آپ محترمہ کو عدالتوں کی طرف سے ان FIR's پر ہونے والی کارروائی کی detail بھی دے دیجئے گا۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!Pesticide Act بھی بن رہا ہے تو اُس میں ہم محترمہ کی اس تجویز پر غور کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔آپ محترمہ کی اس تجویز کو بھی اُس میں شامل کر لیں۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!on her behalf سوال نمبر1045 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں فروٹ فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1045: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں فروٹ کے سرکاری فارم کتنے ہیں نیز کن کن اضلاع میں ہیں اور کتنے رقبہ پر ہیں؟

(ب) مذکورہ فروٹ فارمز کی سالانہ آمدنی کتنی ہے اور یہ آمدنی کن کاموں کے لئے استعمال کی گئی؟

(ج) ان فروٹ فارمز پر کتنے ملازمین کام کرتے ہیں، ان کی سکیل وار لسٹ فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب میں فروٹ کے سرکاری فارمز کی کل تعداد29 ہے۔ نام ضلع، نام فارم اور رقبہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ فارمز کی گزشتہ سال کی کل آمدن 4 کروڑ 80 لاکھ 92 ہزار 7 روپے رہی جو کہ سرکاری خزانے میں جمع کروادی گئی۔

(ج) ان فارمز پر ملازمین کل تعداد 716 ہے۔ سکیل وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

سکیل	کل تعداد
19	1
18+SP	11
18	28
17	49
16	4
14	17
12	3
11	27
9	15
7	17
6	16
5	79
4	17
3	6
2	20
1	406
میزان	716

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کے 29 سرکاری فارمز ہیں اور سالانہ کل آمدنی 4 کروڑ 80 لاکھ 92 ہزار 7 روپے ہے اور اس میں کل 716 ملازمین کام کرتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آمدن تو 4 کروڑ 80 لاکھ روپے ہے تو اس پر administrative expenditure کتنا ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ان 29 فارمز میں سے آدھے سے زیادہ فارمز extension and adaptive research کے ہیں۔ Extension کے فارمز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے under ہیں اور باقی کے فارمز صوبائی حکومت کے under ہیں۔ باقی اس میں profit کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ہم نے یہ

ملازمین اپنی R&D کے لئے لگائے ہوتے ہیں۔ Seed کی کوئی نئی variety آتی ہے تو ہم control کے ساتھ اُس کا تقابل کرتے ہیں تو اُس میں ہمیں بعض دفعہ نقصان بھی ہو جاتا ہے تو research کو promote کرنے اور کسان بھائیوں کو زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کے لئے research and development کے لئے فارمز ہوتے ہیں اس میں profit or loss کو نہیں دیکھا جاتا۔

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! ان فارمز کا ایک مقصد true-to-type rootstock produce کرنا ہوتا ہے جو آگے یہ کاشتکاروں کو دیتے ہیں۔ اس میں Citrus Research Station, Sahiwal, Date Research Station, Jhang اور Mango Research Station, Shuja Abad ہو گیا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو true-to-type rootstock develop ہوا اور وہ آگے کاشتکاروں کو دیا گیا اُس کا انہوں نے کوئی feedback لیا کیونکہ میں ان چیزوں کا personal victim ہوں کہ میں نے ان سے plants لئے اور چھ سال کی محنت کے بعد اُن میں 70 فیصد 2 نمبر نکلے تو جن کاشتکاروں کو یہ اپنا rootstock دیتے ہیں تو اُن سے یہ کوئی feedback بھی لے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جس فارم کے بارے میں شکایت کی ہے یہ مجھ سے مل لیں میں انشاءاللہ detailed report منگوا کر ان کی اس شکایت کا ازالہ کرادوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ منسٹر صاحب سے مل لیں اگر آپ کو کوئی غلط پودے دیئے گئے تھے تو منسٹر صاحب اُس پر ایکشن لیں گے۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1092 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندم میں ڈالی جانے والی گولیوں سے قیمتی جانوں کا ضیاع و دیگر تفصیلات

*1092: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لوگ گندم کو محفوظ رکھنے والی گولیوں کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اسے خودکشی کے لئے کھا لیتے ہیں جس کا کوئی فوری علاج نہیں ہوتا اور اکثر اوقات اس سے قیمتی جانوں کا ضیاع ہو جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گندم کو محفوظ کرنے کے لئے اس گولی کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس گولی کے استعمال کو ممنوع قرار دینے کا ارادہ بھی رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی! ہاں یہ درست ہے۔

(ب) گندم کو محفوظ کرنے والی فاسفین گولیوں کا متبادل میتھائل برومائیڈ ہے لیکن یہ Ozone Layer کو نقصان پہنچاتا ہے اس لئے اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی جاتی۔ فاسفین گولیاں صرف زرعی اجناس کی محفوظ ذخیرہ کاری کے لئے ہی استعمال نہیں ہوتیں بلکہ ان کا استعمال آم، کھجور، سیب و دیگر پھلدار پودوں کے تنوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں کے خلاف بھی کیا جاتا ہے۔ چونکہ فاسفین گولیوں کے خلاف ضرر رساں کیڑوں میں قوت مدافعت بھی دیکھی گئی ہے اس لئے ان گولیوں کے متبادل پر تحقیق جاری ہے۔ تاہم ان کی ذمہ دارانہ فروخت کے لئے محکمہ زراعت نے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں۔

- صوبہ بھر میں تحصیل و ضلع کی سطح پر تعینات 266 پیسٹی سائیڈ انسپکٹر کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ ان گولیوں کو فروخت کرنے والے غیر لائسنس یافتہ دکانداروں کے خلات زرعی ادویات کے قانون 1971 کے مطابق کارروائی کریں۔ اب تک ایسے دکانداروں کے خلاف 82 ایف آئی آرز درج ہو چکی ہیں۔
- لائسنس یافتہ و نئے پیسٹی سائیڈ ڈیلرز کو سال میں دو مرتبہ زرعی ادویات کی محفوظ ذخیرہ کاری، استعمال وغیرہ کے بارے میں تربیت دی جاتی ہے اور وہ اس کے پابند ہیں کہ زرعی ادویات و گولیوں کے خریدار کا نام و مکمل پتا رسید پر درج کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گندم کو محفوظ کرنے والی دوا فاسفین کا گھسا پٹا وہی طریق کار ابھی تک رائج ہے اور یہ بڑا اہم سوال ہے۔ آپ نے اکثر اخبارات میں پڑھا ہو گا اور ٹی وی چینلز پر بھی آتا ہے کہ فلاں بندے نے گندم کی دوائی کی گولیاں کھا کر خودکشی کر لی۔ یہ گولیاں عام مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گندم کو محفوظ کرنے والی اس دوائی کو

کسی اور form میں بنانے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ یا یہ research oriented کام ہے تو زراعت سے regarding ہمارے جتنے محکمے ہیں اُن کو چاہئے کہ اس پر research کر کے کوئی ایسی دوا ایجاد کریں جو گولی کی بجائے کسی اور form میں ہو۔وزیر موصوف اس حوالے سے ذرا بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں خودکشی کا رجحان اور اس کے مروجہ طریق کار ان گولیوں کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں مثلاً ٹرین ہے،لوگ دریا میں چھلانگ لگا لیتے ہیں،انسولین کا انجکشن ہے جو اِدھر تو شاید اتنا عام نہیں ہے لیکن باہر کے ملکوں میں انسولین کا انجکشن لگا کر بھی لوگ خودکشی کرتے ہیں۔نیند والی گولیاں ہیں،جتنے hypnotic ہیں،جتنے tranquillizer ہیں وہ کھا کر بھی لوگ خودکشی کرتے ہیں۔باقی معزز ممبر نے اس کے علاوہ کسی طریق کار کا پوچھا ہے تو اس کے علاوہ methyl bromine ہے لیکن وہ safe طریقہ نہیں ہے کیونکہ وہ Ozone Layer کو کم کرتا ہے اور انسانی صحت پر بھی اُس کے مضر اثرات ہوتے ہیں۔ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ ان گولیوں کو اپنے لائسنس یافتہ ڈیلرز کو دیا جائے۔ان کی باقاعدہ ٹریننگ کی جاتی ہے اور ان کو سختی سے ہدایت ہے کہ جو آدمی گولیاں لے کر جاتا ہے اس کا باقاعدہ فون نمبر اور پتا سب کچھ تسلی کر کے دی جائیں۔اس کے باوجود بھی ہم نے بہت سی ایف آئی آرز درج کرائی ہیں جو اس میں درج ہیں۔ہم گندم محفوظ کرنے کے لئے گولیوں کے علاوہ دوسرا طریق کار بھی سوچ رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میرے بھائی نے خودکشی کرنے کے کافی طریقے بتادیئے ہیں میں ان کا مشکور ہوں صرف ٹرین کے آگے لیٹنے اور پنکھے کے ساتھ لٹکنے کا طریقہ شاید ان کے ذہن میں نہیں رہا۔ہمارا اس میں بڑا serious concern ہونا چاہئے کہ محکمہ زراعت research oriented ہے۔ان کو چاہئے کہ ضرور ایسا طریقہ ایجاد کریں اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ ہم دوسرے طریقے پر بھی غور کر رہے ہیں۔یہ دوسرے طریقے کے بارے میں بتادیں اور جن 82 ایف آئی آرز کا انہوں نے حوالہ دیا ہے۔میرا ان سے ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ 82 ایف آئی آرز پورے پنجاب میں کاٹی گئی ہیں اگر ایسا ہے تو ہر ضلع کے مطابق اس کی تفصیل بتادیں؟ابھی ہماری ایک بہن نے اپنا concern show کیا تھا کہ جو bailable offences ہیں اور جو لوگ جعلی ادویات کا دھندا کرتے ہیں وہ

معاشرے کا ناسور بن چکے ہیں ان کو لگام ڈالنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اس کو non bailable offences کے زمرے میں لے کر آئیں اور اس پر قانون سازی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! حکومت Pesticides Act بنا رہی ہے باقی دو سوالات کا جواب منسٹر صاحب سے لے لیتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو 82 ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں ان میں جو ملزمان ہیں وہ جوڈیشل لاک اپ میں ہیں یا bail out ہو چکے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمارا کام ایف آئی آرز درج کرانا اور بندے کو عدالت تک لے کر جانا ہوتا ہے۔ اب آگے عدالت کا کام ہے کہ کسی کو کتنی سزا دیتی ہے یا کسی کو نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ میں اپنے بھائی کے concern کو بڑی اچھی طرح سمجھتا ہوں اور میں اس کو address بھی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کل ہی پتا چلا ہے کہ باہر ریسرچ بھی ہو رہی ہے کہ گولیوں کا متبادل ڈھونڈ لیا گیا ہے لیکن ابھی وہ initial stage پر ہی ہے اور commercialization کے لئے مارکیٹ میں نہیں آیا۔ انشاء اللہ وہ بھی لے آئیں گے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے اپنی بہن کے سوال کے جواب میں عرض کی تھی کہ devolve ہونے کے بعد ہم Punjab Pesticides Act بنا رہے ہیں۔ اس میں سزاؤں کو enhance کرنے یا بڑھانے کے لئے اور زیادہ سے زیادہ سخت سزائیں دینے اور عبرت کا نشان بنانے کے لئے بھی چیزیں شامل کر رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم ان کو کیفر کردار تک پہنچانے اور سخت سے سخت ترین سزائیں دلانے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں۔ میرا اور ایوان کا بھی اس میں concern یہ ہے کہ ابھی یہ سوالات آئے ہیں، اس کے بعد اجلاس ختم ہو گا اور ہم نے اپنے اپنے گھروں کو چلے جانا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملہ کو seriously take up کریں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو اس پر قانون سازی کے حوالے سے اپنی تجاویز لے کر آئے اور پھر قانون سازی اگر وفاقی حکومت نے کرنی ہے تو اس کو propose کریں اور request کریں، اگر ہم نے صوبہ میں کرنی ہے تو یہ معزز ایوان جو بنا ہی قانون سازی کے لئے ہے اور we are all legislators ہمیں اس پر legislation کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ جو Pesticides Act بنا رہے ہیں اس میں شیخ صاحب کی input بھی لیں اور ان کی جو بھی مثبت تجاویز ہیں انہیں بھی شامل کریں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم almost بنا چکے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی اور میں اپنے بھائی کو مشاورت میں شامل کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آئندہ جب آپ کے محکمہ کے سوالات ہوں گے تو آپ بتائیں گے کہ Pesticides Act پر کتنی پیشرفت ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جیسے انہوں نے سوال نمبر 881 میں جواب دیا تھا کہ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ایسے بیج متعارف کرائے جو بیماریوں کے خلاف زیادہ قوت مدافعت رکھتے ہوں۔ پنجاب میں یہ کلچر ہے کہ لوگ ایک سال کے لئے گندم کو محفوظ کر لیتے ہیں اور اس میں گولیاں بھی ڈالتے ہیں۔ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات گولی بھی پسائی کے لئے گندم کے ساتھ چلی جاتی ہے اور پس کر آ جاتی ہے جس سے بڑے بڑے واقعات ہو جاتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ ایسے کسی بیج پر کام کر رہا ہے جو کیڑوں کے خلاف مدافعت رکھتا ہو اور اس گندم میں گولیوں کی ضرورت نہ رہے؟ یہ ریسرچ کا کام ہے اس حوالے سے ذرا بتا دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میرے بھائی چونکہ ڈاکٹر بھی ہیں اس لئے میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ گولی رکھنے کے بعد فاسفین گیس بن جاتی ہے، اس کے بعد گولی کا جو کچھ بچ جاتا ہے وہ بے ضرر ہوتا ہے۔ اگر وہ گندم کے ساتھ چلا بھی جائے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ فاسفین گیس ہی ہے جو harmful ہوتی ہے جو گولی رکھنے کے بعد اس میں سے discharge ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1315 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے بڑے دیہاتوں میں سستے بازار / رمضان بازار لگانے کی تفصیلات

*1315: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ کے حکم پر شہروں میں سستے بازار یا رمضان بازار لگائے جاتے ہیں؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہروں میں تو پہلے ہی ہر چیز کی سہولت موجود ہوتی ہے؟
(ج) کیا حکومت آئندہ کے لئے صوبہ کے بڑے دیہاتوں میں بھی سستے بازار یا رمضان بازار لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ رمضان المبارک میں وزیراعلیٰ کے حکم پر عوام کی سہولت کے لئے شہروں میں سستے بازار یا رمضان بازار لگانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
(ب) جی ہاں۔ شہروں میں ہفتہ وار (اتوار بازار/ جمعہ بازار) لگائے جاتے ہیں مگر رمضان المبارک میں عوام کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے روزانہ کی بنیاد پر رمضان بازار لگائے جاتے ہیں۔
(ج) فی الحال دیہاتوں میں سستے بازار/ رمضان بازار لگانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ فی الحال دیہاتوں میں سستے بازار/ رمضان بازار لگانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے پیچھے کیا وجوہات ہیں کہ حکومت ارادہ نہیں رکھتی جبکہ کم آمدنی والوں کو ان کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کیا پنجاب حکومت اس حوالے سے کوئی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے سستے بازار ہفتہ میں ایک سے بڑھا کر تین کر دیئے ہیں۔ یہ بازار ہر تحصیل اور سب تحصیل level پر کام کر رہے ہیں اور صارف کو بڑے سستے نرخوں پر اشیائے ضرورت مہیا کر رہے ہیں۔ میری بہن کا concern دیہاتوں کے بارے میں ہے۔ آپ کے علم میں اچھی طرح ہے کہ دیہات کے لوگ سب تحصیل، تحصیل یا ٹاؤن level پر آ کر چیزیں خریدتے ہیں۔ ان کی تجویز انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو ہم ضرور forward کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو سستے اتوار یا جمعہ بازار لگائے جاتے ہیں ان میں جو چیز دکان پر نہیں بکتی وہ لا کر بیچی جاتی ہے جس سے عموماً یہ شکایت ہے کہ اشیاء کا معیار انتہائی کم یا گھٹیا ہوتا ہے۔ کیا

اس پر کوئی مانیٹرنگ کا سسٹم ہے جو اشیاء کی قیمت کے ساتھ ساتھ معیار کو بھی یقینی بنائے اور جو چیز مضر صحت ہو صرف سستی کر کے عوام کو نہ بیچی جائے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!ہم نے نہ صرف قیمتوں پر توجہ رکھی ہوئی ہے بلکہ ہماری حکومت کا اور خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف کا یہ vision ہے کہ جو چیزیں فراہم کی جائیں ان کا معیار اتنا ہی اعلیٰ ہونا چاہئے جتنا عام بازار میں ملتا ہے۔میں خود بازاروں میں جاتا ہوں، ہمارے وزیر خوراک، وزیر صنعت اور ذمہ داران بھی جاتے ہیں لیکن پھر بھی میرے کسی بھائی کو کسی بازار میں particularly شکایت ہو تو یہ نشاندہی کریں۔ہم اس کی رپورٹ منگوالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 1507 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات:زراعت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1507:محترمہ نگہت شیخ:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں جنوری 2010 تا جنوری 2011 زراعت کی ترقی کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں ضلع گجرات میں زراعت کی ترقی کے لئے کتنی نئی مشینری خریدی گئی؟

(ج) مشینری کے لئے کل کتنا فنڈز جاری کیا گیا نیز کتنا فنڈز خرچ کیا گیا؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع گجرات میں مذکورہ عرصہ کے دوران زراعت کی ترقی کے لئے جو اقدامات اٹھائے گئے اس کی تفصیل اس طرح سے ہے:

- ضلع گجرات میں چھوٹے کاشتکاروں کو فی ٹریکٹر 2 لاکھ روپے سبسڈی پر 203 گرین ٹریکٹر تقسیم کئے گئے جس پر حکومت پنجاب کے 4 کروڑ 60 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔
- 970 عدد بینڈ سپریئر،100 عدد بینڈ پلیسمنٹ ڈرل،12 عدد سیڈ گریڈر اور 86 عدد ربیع ڈرل 50 فیصد رعایتی قیمت پر فراہم کئے جس پر حکومت پنجاب کے 71 لاکھ 22 ہزار 5 سو روپے خرچ ہوئے۔

- گندم کی پیداوار میں اضافہ اور جدید ٹیکنالوجی سے آگاہی کے لئے 177 نمائشی پلاٹس لگائے گئے جن پر کھاد، بیج اور ادویات کی مد میں 15 لاکھ 20 ہزار روپے خرچ ہوئے۔
- سبزیوں کے رقبہ اور پیداوار میں اضافہ کے لئے آٹھ عدد واک ان ٹنل اور 4 عدد Low ٹنل کاشتکاروں کے رقبہ پر 50 فیصد سبسڈی پر لگوائی گئیں۔ اس مد میں حکومت پنجاب نے 15 لاکھ 20 ہزار روپے خرچ کئے۔
- 78 عدد ٹیوب ویل لگائے گئے جن پر سبسڈی کی مد میں ایک کروڑ 65 لاکھ 20 ہزار 83 روپے خرچ ہوئے۔
- 26 عدد لفٹ اریگیشن سکیموں (Lift Irrigation Schemes) پر سبسڈی کی مد میں 55 لاکھ 31 ہزار 444 روپے خرچ ہوئے۔
- بلڈوزروں نے 4206 گھنٹے کام کر کے 134 ایکڑ رقبے کو ہموار کیا۔

(ب) اس جز کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) مشینری کے لئے جاری کئے گئے فنڈ اور خرچ کی تفصیل اس طرح سے ہے:

- 50 فیصد سبسڈی پر زرعی آلات کی فراہمی کے لئے ایک کروڑ 37 لاکھ 21 ہزار روپے کا فنڈ دیا جس میں سے 71 لاکھ 22 ہزار 500 روپے خرچ ہوئے۔
- بلڈوزر ماڈل 93-1990 کی مرمت و دیکھ بھال کے لئے 3 لاکھ 12 ہزار روپے کے فنڈ مہیا کئے گئے جو سارے کے سارے خرچ ہو گئے۔
- پاور ونچ اور ہینڈ بورنگ پلانٹوں کی مرمت و دیکھ بھال کے لئے ایک لاکھ روپے کے فنڈ مہیا کئے گئے جن میں سے 58 ہزار 968 روپے کے فنڈ خرچ ہوئے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ سبسڈی کے ذریعے گرین ٹریکٹر تقسیم ہوئے اور 78 ٹیوب ویل لگے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو گرین ٹریکٹر تقسیم ہوئے اور جو ٹیوب ویل لگائے گئے تھے ان کا criteria کیا تھا اور کتنی زمین کے کاشتکاروں کو یہ تقسیم کئے گئے تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کا یہ تاریخی کارنامہ تھا۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے اتنی تعداد میں کسان بھائیوں کو ٹریکٹر فراہم نہیں کئے، تیس ہزار سے زائد ٹریکٹر کسانوں کو دیئے گئے اور اس کا criteria یہ تھا کہ کسان خود کاشتکار ہو اپنی زمین کاشت کرتا ہو، اس کی زمین نہری علاقوں میں پانچ ایکڑ سے کم اور پچیس ایکڑ سے زائد نہ ہو اور اگر بارانی علاقے ہیں تو اس سے

دُگنی زمین ہو۔اس کسان کی عمر18 سے 35 سال ہو جو بنک کا defaulter نہ ہو اور کسی دوسری سکیم سے اس نے ٹریکٹر حاصل نہ کیا ہو لہذا باقاعدہ شفاف طریقے سے ڈسٹرکٹ کمیٹی اور سب کے سامنے قرعہ اندازی کی گئی اور کسان بھائیوں کو دو لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی دے کر تقسیم کئے گئے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ پچاس فیصد subsidy پر زرعی آلات کے لئے ایک کروڑ 37 لاکھ 21 ہزار روپے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جبکہ تقریباً 71 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں تو باقی پیسے جو بچے ہیں وہ کہاں خرچ ہوئے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ کون سے جز کی بات کر رہی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جز(ج) کے بارے میں پوچھ رہی ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم نے پچاس فیصد subsidy دینے پر ایک کروڑ 37 لاکھ 21 ہزار روپے کا فنڈ دیا ہے جس میں سے 71 لاکھ 22 ہزار پانچ سو روپے خرچ ہوئے ہیں باقی کے لئے ابھی سکیمیں چل رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! سکیمیں continue ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس پیسے موجود ہیں لہذا وہ سکیم ابھی تک continue ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس سوال کے ذریعے جو جواب مانگا گیا تھا وہ سال 11-2010 کا تھا۔ اگر اس کے لئے کوئی بجٹ تھا تو وہ 11-2010 میں ختم ہو جانا چاہئے لہذا continuation کے لئے میرا نہیں خیال کہ اس جواب کو صحیح مانا جائے۔ چونکہ سوال 11-2010 کے فنڈز کا پوچھا گیا تھا جس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ پچاس فیصد subsidy پر ایک کروڑ 37 لاکھ 21 ہزار روپے رکھے گئے جن میں سے 71 لاکھ 22 ہزار روپے خرچ ہوئے لہذا یہ سکیمیں continue کس طرح کر گئیں جبکہ financial year ہی ختم ہو گیا تھا۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ زرعی آلات subsidy پر دینے کی سکیمیں جاری ہیں باقی understood ہے کہ سال کے آخر پر جو اضافی اخراجات ہو جاتے ہیں

وہ surrender کر دیئے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ پیسے surrender ہو کر دوبارہ release ہو جاتے ہیں لیکن سکیمیں continue ہی رہتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ ابھی انہوں نے کہا کہ تیس ہزار ٹریکٹر دیئے گئے ہیں جو یقیناً ایک انقلابی قدم ہے لیکن کتنے ٹریکٹر ابھی تک farmers چلا رہے ہیں اور کتنے ٹریکٹر صرف paint ہو کر کمرشل استعمال میں آ گئے ہیں؟ یہ facility misuse ہوئی ہے اور منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ کتنی misuse ہوئی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہمارے علم میں ابھی تک یہ ہے کہ سارے ٹریکٹر کسان بھائیوں کے پاس ہیں کیونکہ ہم نے خود trace کئے ہیں۔ اگر میرے معزز بھائی کو کسی کے بارے میں شکایت ہے یا ان کے علم میں ہے کہ فلاں جگہ ٹریکٹر misuse ہو رہا ہے تو یہ ہمیں لکھ کر دیں اُس ٹریکٹر کی الاٹمنٹ cancel کر دی جائے گی اور یہ شرط میں بھی لکھا ہوا ہے کہ ٹریکٹر misuse نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بڑا ہی خوبصورت جواب منسٹر صاحب نے اپنی طرف سے دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ Loaning Authority تھی اور آپ خود فیصلہ کریں کہ تیس ہزار میں سے کتنے ٹریکٹر ہیں جو اس وقت گرین نظر آ رہے ہیں؟ سارے کے سارے ٹریکٹر کہاں ہیں کیونکہ اس وقت ٹریکٹر اینٹیں لاد رہے ہیں اور building material میں کام آ رہے ہیں؟ Loaning Authority کو چاہئے تھا کہ انہیں monitor کرتی اور ان کو ٹرانسفر نہ کرتی۔ اب آپ یقین کیجئے کہ شیخوپورہ میں یہ فیکٹری کے گیٹ پر بکتے ہیں۔ اتنی اچھی سہولت جو گورنمنٹ نے دی اب misuse ہو رہی ہے، محکمے کو بھی پتا ہے کہ یہ misuse ہو رہی ہے اور یہ پیسا کھایا جا رہا ہے۔ یہاں پر سارے زمیندار بیٹھے ہیں، مجھے بتائیں کہ field میں گرین ٹریکٹر کتنا نظر آ رہا ہے؟ ان ٹریکٹروں کی وجہ سے light and heavy commercial vehicle سڑک پر نہیں ہے۔ اربوں روپے کی سڑکیں ٹوٹ رہی ہیں انہیں بھی دیکھا جائے کیونکہ بغیر tonnage کے جو ٹرالیاں چلائی جا رہی ہیں وہ انہی ٹریکٹروں سے ہیں۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ بالکل شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے ہوا تھا بلکہ آپ بھی کسی نہ کسی ضلع میں گئے ہوں گے جس وقت یہ قرعہ اندازی ہو رہی تھی کیونکہ مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا تو یہ سوال ہی نہیں ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ سہولت misuse ہو رہی ہے جس کو monitor کرنے والا کوئی نہیں ہے۔Loaning Authority نے ٹریکٹر دے دیا اور کہا کہ ٹھیک ہے اب آپ جاؤ لیکن believe me کہ اس نے فیکٹری کے گیٹ پر ٹریکٹر بیچا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جو آدمی ٹریکٹر کے لئے apply کرتا ہے تو شرائط میں یہ چیز لکھی ہوئی ہے کہ وہ ٹریکٹر تین سال تک نہیں بیچ سکتا۔اس کے باوجود میں اپنے بھائی کے concern کو بالکل address کرتا ہوں، جائز سمجھتا ہوں اور اس بارے میں محکمے سے مکمل رپورٹ منگوالی جائے گی۔ میں اپنے بھائی کو پوری figures دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سبزیوں کے لئے tunnel اب بھی پنجاب گورنمنٹ پچاس فیصد subsidy پر دے رہی ہے یا یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کون سے جز کی بات کی ہے؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! یہ جز (الف) کے چوتھے نمبر پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جیسا کہ لکھا گیا ہے اور سب حضرات کے علم میں ہے کہ پورے پنجاب میں ہم نے low tunnel اور high tunnel کو subsidy دی ہے۔اب بھی ہم سبزیوں کی production enhance کرنے جا رہے ہیں جس کے حوالے سے medium term

and long term project میں tunnel والوں کو پچاس فیصد subsidy تجویز کر کے میاں محمد شہباز شریف کو بھیج دی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو subsidy ملنا شروع ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

MRS RAHEELA ANWAR: On his behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کے پہلے ہی دو سوال ہو گئے ہیں۔

MALIK MUHAMMAD AHMAD KHAN: On his behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1729 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ: آلو کی پیداوار و دیگر تفصیلات

*1729: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کا آلو پاکستان کے مختلف صوبوں کے علاوہ افغانستان اور تاجکستان تک پرائیویٹ طور پر برآمد کیا جا رہا ہے اور زر مبادلہ پاکستان کو حاصل ہوتا ہے لیکن بسااوقات کاشتکاروں کی رقوم ڈوب جاتی ہیں اور ان کو تحفظ حاصل نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت آلو کی فصل کو تحفظ دینے کے لئے اور کاشتکاروں کی رقوم کے تحفظ کو یقینی بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ بات درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں آلو کی کاشت تقریباً 20ہزار ایکڑ رقبہ پر کی جاتی ہے جس سے تقریباً ایک لاکھ 13ہزار 500 ٹن آلو کی پیداوار حاصل ہوتی ہے جس کی پرائیویٹ طور پر افغانستان، تاجکستان اور روس تک فروخت کی جاتی ہے۔

چونکہ پنجاب میں آلو کی پیداوار بہت بہتر ہو رہی ہے اس لئے یہ اب ایک قابل برآمد (Exportable) جنس(Commodity) بن چکی ہے۔ حکومت پنجاب جلد ہی آلو کے نمائندہ زمینداروں کے ایک گروپ کی وزارت صنعت و تجارت اسلام آباد کے حکام کے ساتھ ملاقات کروا کے ایک ورکنگ گروپ بنائے گی جو آلو کے کاشتکاروں کے مفاد کا مکمل تحفظ کر سکے۔

(ب) حکومت پنجاب / پاکستان کی پالیسی میں کاشتکار بھائیوں کے مفاد کا تحفظ اوّلین ترجیح ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کا آلو پاکستان کے مختلف صوبوں کے علاوہ افغانستان اور تاجکستان تک پرائیویٹ طور پر برآمد کیا جا رہا ہے اور زر مبادلہ پاکستان کو حاصل ہوتا ہے لیکن بسااوقات کاشتکاروں کی رقوم ڈوب جاتی ہیں اور ان کو تحفظ حاصل نہ ہے" جس کا جواب یہ ہے کہ "یہ بات درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں آلو کی کاشت تقریباً بیس ہزار ایکڑ رقبہ پر کی جاتی ہے جس سے تقریباً ایک لاکھ 13ہزار 500 ٹن آلو کی پیداوار حاصل ہوتی ہے جس کی پرائیویٹ طور پر افغانستان، تاجکستان اور روس تک فروخت کی جاتی ہے۔ چونکہ پنجاب میں آلو کی پیداوار بہت بہتر ہو رہی ہے اس لئے یہ اب ایک قابل برآمد (exportable) جنس (commodity) بن چکی ہے۔ حکومت پنجاب جلد ہی آلو کے نمائندہ زمینداروں کے ایک گروپ کی وزارت صنعت و تجارت اسلام آباد کے حکام کے ساتھ ملاقات کروا کر ایک ورکنگ گروپ بنائے گی جو آلو کے کاشتکاروں کے مفاد کا مکمل تحفظ کر سکے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے tonnage میں ذکر محکمہ زراعت نے کیا ہے اس کی ایک ایکڑ safely amount جو آلو کی بنتی ہے وہ approximately آج ڈیڑھ لاکھ روپے بنتی ہے۔ اب اگر بیس ہزار ایکڑ پر یہ آلو کاشت ہوتا ہے اور ایک لاکھ 13ہزار ٹن پیداوار صرف ضلع چنیوٹ سے حاصل ہوتی ہے تو آلو کی price کو stable کرنے کا سوال کیا گیا تھا جس کا اس میں جواب نہیں دیا گیا۔ آلو کی price اور کاشتکار کی رقم جو اُس تک جانی چاہئے اُس کو stable کرنے کے لئے صوبہ پنجاب کی وزارتِ زراعت کا کوئی control mechanism ہے کہ آلو کی price اگر آج سو روپے فی کلو ہے یا 3100 روپے فی بیگ ہے تو اگر یہ آج اتنا ہے تو آج سے ایک ہفتے بعد، دس دن بعد یا پندرہ دن بعد کتنا ہوگا؟

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! جز(الف) کا سوال کچھ اور ہے؟ افغانستان اور تاجکستان جو آلو جاتا ہے اس حوالے سے یہ سوال ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں نے آپ کی سہولت کے لئے پہلے سوال بھی پڑھ دیا تھا اور جواب بھی پڑھ دیا تھا۔ میں پوچھنا یہ چاہ رہا ہوں کہ کیا حکومت آلو کی فصل کو تحفظ دینے اور کاشتکاروں کی رقوم کے تحفظ کو یقینی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! حکومت کسانوں کو ان کی export کی گئی commodity کے پیسے اور ہر قسم کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میرے بھائی کا سوال آلو کی قیمت کے بارے میں تھا۔ حالیہ آلو کی قیمتوں میں اتنا زیادہ اضافہ اس لئے ہوا ہے کہ اکتوبر، نومبر میں ہم صوبہ KPK کے آلو کے dependent ہوتے ہیں لیکن صوبہ KPK سے سارا آلو افغانستان سمگل ہو گیا جبکہ وہاں بارشوں کی وجہ سے فصل خراب ہو گئی جس سے آلو کی price hike آئی ہے۔ اب جب منڈی میں abundant crop ہو جاتی ہے تو ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ forecasting کا system بنایا ہے اور یہ بھی سوچا ہے کہ کہاں export کرنا ہے اور کتنی قیمت ہو گی تو export کریں گے، کتنی قیمت ہو گی تو export ban کر دیں گے تاکہ کاشتکار بھائیوں کو نقصان نہ برداشت کرنا پڑے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ آلو کی قیمت کا جو مسئلہ ہے یہ exact science ہے اور یہ گھنٹوں کی بات ہے، کتنے گھنٹوں کی فصل ہے اور یہ کوئی ایسی rocket science نہیں ہے کہ جسے assume نہیں کیا جا سکتا اور جس پر کوئی assessment نہیں کی جا سکتی۔ یہ تین مہینے کی فصل ہے اور جب یہ کاشت ہوتی ہے تو کاشتکار اسے گھنٹوں کے حساب سے لے کر جاتا ہے۔ ایک بڑی اچھی فصل لے کر آتا ہے۔ آج جیسے پیپسی کی ایک فیکٹری ہے وہ آپ کے ساتھ 3100 روپے میں contract کرتی ہے، کینڈی لینڈ کی ایک فیکٹری 2700 روپے میں contract کرتی ہے تو بیجوں کی مختلف qualities ہیں، جب وہ contracts لوگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں، میں پوچھنا صرف یہ چاہ رہا ہوں کہ جب ایک کاشتکار اپنی فصل دو ہزار روپے کی بیچ دیتا ہے جب اسے پیسے ملنے کا وقت آتا ہے تو اس کے اندر جو monopolist بیٹھے ہوئے ہیں تو بالخصوص محکمہ زراعت پنجاب اور حکومت پنجاب کا کیا کوئی ایسا mechanism ہے کہ اس trade کو ensure کر دے کہ جب میں نے بطور کاشتکار اپنی فصل کسی کو دے دی، میں بڑی آسان بات کہہ رہا ہوں کہ شوگر ملز میں گنا جاتا ہے تو وہاں سی پی آر دی جاتی ہے، گندم سرکاری گودام میں جاتی ہے تو اس کی رسید ملتی ہے تو اسی طرح میں پوچھ رہا ہوں کہ آلو کے اس کاروبار میں دو ہزار روپے کی میں فصل دیتا

ہوں اور جب پیسے لینے جاتا ہوں تو مجھے دو سو روپے ملتا ہے۔ وہ بیچ کا مارک اپ یا جو investor یہاں سے لے جا کر تاجکستان اور روس کے اندر بھجوا رہا ہے تو اسے curb کرنے کا کوئی mechanism حکومت پنجاب کے پاس ہے یا یہ وفاقی حکومت کا concern ہوگا کہ Ministry of Commerce ہی اسے دیکھ سکے گی اور پنجاب حکومت کے محکمہ زراعت کا اس پر کوئی کنٹرول نہیں ہوگا؟ یہ میرا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! محکمہ زراعت مڈل مین کے role کو پہلے ہی بہت حد تک کم کر چکا ہے اور جیسا کہ میرے بھائی نے تجویز دی ہے تو ہم مڈل مین کے role کو ویسے ہی آہستہ آہستہ ختم کرنے جا رہے ہیں تاکہ ہمارے کاشتکار بھائیوں کو منڈی تک براہ راست رسائی ہو اور ان کی رقوم کا تحفظ صحیح طور پر ہو سکے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا آخری پوائنٹ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، جیسے آپ کا حکم۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لیہ: بارانی علاقوں کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1638: سردار قیصر عباس خان مگسی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت بارانی علاقوں کی ترقی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے نیز تحصیل چوبارہ ضلع لیہ جو کہ بارانی علاقہ ہے اس کی ترقی کے لئے کوئی منصوبہ جات بنائے گئے ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا محکمہ زراعت بارانی علاقوں کے لئے Portable Sprinkle System کے لئے کسانوں کو سبسڈی دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب حکومت نے "پنجاب میں آبپاش زراعت کی ترقی کا منصوبہ(PIPIP)"شروع کیا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت بارانی علاقہ جات میں Irrigation Schemes ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کی سکیمیں لگائی جارہی ہیں۔یہ ترقیاتی کام ضلع لیہ کی تحصیل چوبارہ میں بھی جاری ہے۔اس منصوبہ کے تحت 2لاکھ 50ہزار روپے فی اریگیشن سکیم اور ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کے لئے کل لاگت کا 60 فیصد حکومت پنجاب فراہم کررہی ہے۔

- سال13۔2012 کے دوران ضلع لیہ کی تحصیل چوبارہ میں 2عدد اریگیشن سکیمیں مکمل کی گئیں جن پر مبلغ 5لاکھ روپے لاگت آئی۔
- سال13۔2012 میں ہی تحصیل چوبارہ میں 69 ایکڑ رقبہ پر ڈرپ اور سپرنکلر نظام آبپاشی کی 8 سکیمیں مکمل ہوچکی ہیں جن کے لئے حکومت کی طرف سے 38لاکھ 87ہزار 132روپے سبسڈی دی گئی۔
- وزیراعلیٰ کی ہدایت پر حکومت پنجاب نے بارانی علاقوں کے چھوٹے کاشتکاروں کو ضلع لیہ میں پچھلے تین سال میں 980 عدد ٹریکٹر بذریعہ کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی فراہم کئے ہیں جبکہ ہر ٹریکٹر پر 2لاکھ روپے سبسڈی دی گئی اس پر حکومت کے 19 کروڑ 60لاکھ روپے خرچ ہوئے۔نیز ضلع لیہ میں حکومت نے دیگر زرعی آلات کے لئے کاشتکاروں کو مشینری کی مد میں 58لاکھ 27ہزار روپے فراہم کئے اور 39لاکھ روپے بے موسمی سبزیات کی مد میں ٹنل کے لئے فراہم کئے۔
- ضلع لیہ میں 24لاکھ روپے کی لاگت سے گندم کے پیداواری مقابلہ میں 4عدد ٹریکٹر،4عدد ریپر،3 عدد پیٹر ڈیزل انجن اور 1 عدد بینڈ پلیسمنٹ ڈرل بطور انعام کاشتکاروں میں مفت تقسیم کئے گئے۔

(ب) چونکہ حکومت پنجاب ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کے لئے کل لاگت کا 60 فیصد سبسڈی کے طور پر پہلے ہی دے رہی ہے لہٰذا Portable Sprinkler System پر سبسڈی کی ضرورت نہ ہے اور نہ ہی یہ سبسڈی Fund Donners کے ساتھ ہونے والے معاہدے میں شامل ہے۔

لیہ:مارکیٹ کمیٹی کی آمدن و اخراجات کی تفصیلات

*1639: سردار قیصر عباس خان مگسی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی لیہ کی09-2008 سے لے کر13-2012 تک آمدنی اور اخراجات کی تفصیل مدوار بتائی جائے؟

(ب) 09-2008 سے13-2012 تک تحصیل لیہ اور تحصیل چوبارہ میں مارکیٹ کمیٹی نے جو ڈویلپمنٹ کروائی ہے۔اس کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی لیہ کی مذکورہ سالوں کی آمدن کی مدوار تفصیل(روپوں میں)اس طرح سے ہے:

سال	لائسنس فیس	مارکیٹ فیس	متفرق	میزان
2008-09	1لاکھ7ہزار260	59لاکھ90ہزار498	11لاکھ28ہزار580	72لاکھ26ہزار338
2009-10	83ہزار100	59لاکھ52ہزار442	10لاکھ78ہزار86	71لاکھ13ہزار628
2010-11	1لاکھ51ہزار940	63لاکھ22ہزار898	13لاکھ23ہزار212	77لاکھ98ہزار50
2011-12	3لاکھ87ہزار560	44لاکھ4ہزار494	12لاکھ58ہزار675	60لاکھ50ہزار729
2012-13	7لاکھ80ہزار120	55لاکھ62ہزار200	25لاکھ50ہزار970	88لاکھ93ہزار290

مارکیٹ کمیٹی لیہ کی مذکورہ سالوں کے اخراجات کی مدوار تفصیل(روپوں میں)اس طرح سے ہے:

سال	اسٹیبلشمنٹ	کنٹیجینٹ	متفرق	میزان
2008-09	31لاکھ57ہزار430	5لاکھ11ہزار795	20لاکھ74ہزار417	57لاکھ43ہزار642
2009-10	37لاکھ242	5لاکھ95ہزار881	40لاکھ4ہزار229	83لاکھ352
2010-11	39لاکھ92ہزار868	8لاکھ30ہزار737	37لاکھ87ہزار80	86لاکھ10ہزار685
2011-12	45لاکھ60ہزار217	9لاکھ48ہزار23	49لاکھ8ہزار297	1کروڑ4لاکھ16ہزار537
2012-13	42لاکھ38ہزار622	12لاکھ55ہزار602	43لاکھ90ہزار661	98لاکھ84ہزار885

(ب) مذکورہ سالوں میں تحصیل لیہ اور تحصیل چوبارہ میں کسی قسم کی ڈویلپمنٹ نہ ہوئی ہے۔

ضلع قصور: کھالوں کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*1838: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) سال12۔2011اور13۔2012کے دوران مذکورہ ضلع کے کتنے کھال پختہ کئے گئے؟

(ج) اس وقت کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے اور کیوں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع قصور میں کل1638 کھالا جات میں سے1036 کھالا جات پختہ ہیں۔

(ب) سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران مذکورہ ضلع میں بالترتیب19 اور71 کھالا جات پختہ کئے گئے۔

(ج) رواں سال14۔2013 میں33 کھالا جات کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کسانوں سے کوئی رقم وصول نہیں کرتی تاہم اس کام کے لئے راجوں اور مزدوروں کے کل اخراجات بذمہ حصہ داران موگا ہوتے ہیں جو وہ خود ہی اکٹھے کر کے خود ہی خرچ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ کچے کھال کی اصلاح بھی کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔

(ہ) ضلع قصور میں592 کھالا جات ابھی تک پختہ نہ ہیں۔ان کھالا جات کو "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کے منصوبہ(PIPIP)" کے تحت فنڈز کی فراہمی کے مطابق پختہ کیا جائے گا۔

ضلع قصور:پختہ کئے گئے کھالا جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1842: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران ان حلقوں کے کتنے کھال پختہ کئے گئے ان کا نمبر اور گاؤں مع تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے اور کیوں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع قصور میں کل1638 کھالا جات میں سے1036 کھالا جات پختہ ہیں۔

(ب) سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران مذکورہ ضلع میں بالترتیب19 اور 71 کھالا جات پختہ کئے گئے ہیں۔

(ج) رواں سال14۔2013 میں33 کھالا جات کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کسانوں سے کوئی رقم وصول نہیں کرتی تاہم اس کام کے لئے راجوں اور مزدوروں کے کل اخراجات بذمہ حصہ داران موگا ہوتے ہیں جو وہ خود ہی اکٹھے کر کے خود ہی خرچ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ کچے کھال کی اصلاح بھی کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔

(ہ) ضلع قصور میں 592 کھالا جات ابھی تک پختہ نہ ہیں۔ان کھالا جات کو "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کے منصوبہ(PIPIP)" کے تحت فنڈز کی فراہمی کے مطابق پختہ کیا جائے گا۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں نصیر احمد صاحب! مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون شفافیت اور معلومات تک حق رسائی پنجاب مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں نصیر احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں

The Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 (Bill No. 18 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے سوال نمبر 881 کے متعلق ضمنی سوال آپ کے توسط سے وزیر موصوف کے سامنے پیش کیا تھا لیکن اس کا جواب نہیں دیا گیا اور منسٹر صاحب نے اس پر توجہ نہیں فرمائی۔ میرا سوال یہ تھا کہ یہ سبسڈی، ترغیبات یا تحفظات کے علاوہ جعلی، نقلی، اصلی ادویات کے متبادل یہ کاشتکار کے دوست پرندے جن میں تیتر، تلور، بٹیر وغیرہ کے شکار پر اگر پابندی لگا دی جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پہلے ہی ان کے شکار پر پابندی ہے۔ منسٹر صاحب! note بھی کر لیتے ہیں اور ویسے شکار پر پابندی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ کہیں تلور ہے، کہیں بٹیر ہے اور نہ ہی کہیں تیتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نشاندہی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ گوشت خور سب کچھ کھا گئے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 328 ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 328 ہے۔

ضلع لاہور: مانگا منڈی میں پانچ لاکھ کی ڈکیتی کی تفصیلات

328: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 05-12-2013 کے مطابق مانگا منڈی ضلع لاہور میں ڈاکو احمد کبیر کے گھر میں گھس کر اسلحہ کے زور پر پانچ لاکھ روپے نقدی وزیورات لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ب) اس ڈکیتی کے بارے میں آج تک کیا تفتیش کی گئی، اس بارے میں ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب جز(الف) یہ درست ہے کہ مدعی مقدمہ احمد کبیر کی درخواست پر مقدمہ نمبر 13/502 مورخہ 2013-12-03 جرم 407ت پ تھانہ مانگا منڈی لاہور رجسٹرڈ ہو کر تفتیش بذریعہ حاجی شاہ سب انسپکٹر عمل میں لائی گئی ہے اور ملزمان کی تلاش کرتے ہوئے ملزمان مسمیان مشتاق ولد محمد عارف قوم بھٹی سکنہ جئے کاٹبہ مانگا منڈی لاہور اور بابر علی ولد محمد منصب علی قوم بھٹی سکنہ حویلیاں بھٹیاں مانگا منڈی لاہور کو حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا ہے۔ ملزمان کو پیش عدالت کر کے ریمانڈ جسمانی حاصل کر کے آلہ قتل برآمد کر لیا گیا ہے اور مزید تفتیش جاری ہے۔ اب تک جو شواہد ملے ہیں ان کے مطابق یہی ملزمان حقیقی گنہگار ہیں اور انہیں چالان کر کے مقدمہ عدالت میں جلد پیش کیا جائے گا تاکہ ملزمان کو ان کے کئے کی سزا مل سکے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا اس پر صرف ایک comment ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس پر تھوڑی سی بات کرنا بہت ضروری ہے کہ آج کل پولیس کو اتنی زیادہ support دی جا رہی ہے، مراعات بھی دے رہے ہیں، ٹیکنیکل support بھی دے رہے ہیں اور سب چیزیں دے رہے ہیں مگر ڈکیتیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ لاہور شہر میں ڈکیتیاں پہلے سے بڑھ رہی ہیں، کم نہیں ہو رہیں۔ ان چیزوں کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟ میں چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب اس حوالے سے تھوڑا سا بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! لاء اینڈ آرڈر پر پوری بحث ہوئی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ نے خود بھی اس میں حصہ لیا تو اس وقت ہی آپ یہ issue اٹھا لیتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس وقت صرف اس کے متعلق بتا دیں کہ کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ڈکیتیوں کو کم کرنے کے لئے کیا نئے اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟ میں اس سے زیادہ نہیں پوچھ رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب جو بات فرما رہے ہیں، جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث تھی میں نے اس دن پولیس میں جو ریفارم حکومت لا رہی ہے، جو اس سے پہلے لائی گئی ہیں اور جو آئندہ کا پروگرام ہے اس کے متعلق اور اس کے علاوہ جرائم کی بیخ کنی کے لئے، مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے بھی مفصل عرض کیا تھا۔ اگر مقابلتاً دیکھا جائے تو پنجاب کا پاکستان کے دیگر حصوں سے بہت بہتر ریکارڈ ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ جرائم کو کم سے کم کیا جائے اور مجرمان کو پکڑا جائے اور انہیں عدالتوں سے سزائیں دلوائی جائیں۔ دراصل ہمارا جو criminal justice system ہے وہ عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ اس میں deterrence نہیں ہے، ملزمان پکڑے جاتے ہیں اور اس کے بعد انہیں سزا ہوتی نہیں ہے یا بری ہونے یا نکل جانے کے زیادہ راستے ہیں اس لئے اس پر جو legislation کا process ہم نے پہلے بھی پچھلے پانچ سالوں میں وفاقی حکومت کو recommend کیا تھا اور اب بھی pursue کر رہے ہیں۔ Evidence Act اور Criminal Procedure Code میں amendments ہونے جا رہی ہیں۔ یہ Criminal Justice System جیسے جیسے بہتر ہوتا جائے گا انشاء اللہ اس کے مطابق جرائم بھی کنٹرول ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس میاں مناظر حسین رانجھا کا ہے اس کا نمبر 332 ہے۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! شکریہ

ضلع سرگودھا: ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ایک شہری کی ہلاکت و تین افراد کے زخمی ہونے کی تفصیلات

332: میاں مناظر حسین رانجھا: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ یکم دسمبر 2013 کو رات سوا دس بجے کے قریب بھابھڑہ کوٹ مومن روڈ (ضلع سرگودھا) پر دس مسلح افراد ناکا لگا کر لوگوں کو لوٹ رہے تھے کہ سلطان رانجھا اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے دو گاڑیوں پر جا رہے تھے کہ ان کو ڈاکوؤں نے رکنے کا اشارہ کیا اور ان پر فائرنگ کر دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ڈاکو سلطان رانجھا اور اس کے ساتھیوں سے 40ہزار روپے، تین لائسنسی گنز اور موبائل فون لوٹ کر لے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈاکوؤں نے ایک گھنٹے کے بعد اسی علاقہ میں ڈیرہ رانجھا والا پر ڈکیتی کی واردات کی اور ایک شخص کو فائرنگ کر کے ہلاک اور تین افراد کو شدید زخمی کر دیا ان کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں ایک گزارش ہے۔ میں لاء منسٹر کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے متعلقہ ڈی پی او اور متعلقہ افسران کو اپنے دفتر میں بلایا اور ان کو خصوصی طور پر ہدایت جاری کی کہ ضلع سرگودھا میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کیا جائے۔ نیز جلد از جلد ان ملزمان کو trace کیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ متعلقہ افسران نے کہا کہ ہم اس سلسلے میں پہلے بھی کوشش کر رہے ہیں اور آئندہ بھی بھرپور کوشش کریں گے۔ میں تو یہ چاہوں گا کہ اس کو next week تک pending کر دیں تاکہ پولیس کی طرف سے مکمل تفصیلاً جواب آ جائے اور اللہ کرے اس پر کوئی progress بھی سامنے آ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے آج ڈی پی او سرگودھا کو بلایا تھا اور مناظر علی رانجھا صاحب سے ان کی میٹنگ کروائی ہے۔ انہوں نے اس مقدمہ سے متعلقہ اب تک جو تفتیش کی ہے اِن کو اعتماد میں لیا ہے۔ اگر یہ اس کو pending کروانا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک ہی تحریک استحقاق ہے۔ یہ تحریک ثقلین سپرا صاحب کی ہے ان کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ وہ کہیں رش میں پھنس گئے ہیں لہذا اس تحریک کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے لہذا اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں ایک اہم معاملہ یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج ملک کے کم و بیش تمام اخبارات کے اندر یہ خبر آئی ہے کہ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے ایک سینئر راہنما عبدالقادر صاحب کے death warrant جاری ہو گئے ہیں۔ 1971 کی جنگ جس میں پاکستان دولخت ہو گیا تھا انہوں نے جو warcrime Tribunal بنائے ہیں اس میں جماعت اسلامی پر allegation لگایا ہے کہ انہوں نے پاکستان کی مدد کی تھی اور بنگلہ دیش کی آزادی میں hurdles ڈالی تھی۔ اتنے عرصے کے بعد اب یہ warcrime Tribunal بنے ہیں، موت کی سزائیں سنائی گئی ہیں اور اب اس پر عملدرآمد کا مرحلہ شروع ہو گیا ہے۔ یہ جماعت اسلامی کو وفائے پاکستان کی سزا دی جا رہی ہے۔ میں آپ کے، اس معزز ایوان کے اور میڈیا کے توسط سے یہ بات وفاقی حکومت تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو Security Council اور United Nation میں اٹھائے اور اس میں بھرپور کردار ادا کرے۔ وہاں پر ہمارے بھائیوں نے قربانیاں دی ہیں اور دس ہزار کے قریب جماعت اسلامی کے کارکنان شہید بھی ہوئے ہیں۔ اس کی ساری تفصیل محمودالرحمٰن کمیشن رپورٹ میں بھی موجود ہے۔ بنگلہ دیش کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس پر جتنی بھی انسانی حقوق کی تنظیمیں ہیں ان سب نے تحفظات کا اظہار کیا ہے کہ جو warcrime Tribunal بنائے ہیں اُن کی کارروائی بھی شفاف نہیں ہے۔ اس حوالے سے حکومت پاکستان کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔ میں یہی درخواست کرنا چاہتا تھا اور میں وزیر قانون سے بھی گزارش کروں گا کہ میں اس حوالے سے قرارداد لانا چاہتا ہوں اگر وہ NOC دیں گے تو میں لے آؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا حق ہے آپ rules کے مطابق لاء منسٹر سے مشورہ کر کے قرارداد لے آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین کی ہے اس کا نمبر 21/13 ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اس تحریک کا جواب آنا ہے۔

دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے
زیرزمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس تحریک کے ضمن میں عرض ہے کہ یہ درست ہے کہ لاہور شہر کی فیکٹریوں اور رہائشی آبادیوں کے صنعتی یونٹوں کا گندہ پانی بغیر کسی treatment کے مختلف مقامات سے دریائے راوی میں ڈالا جاتا ہے جو کہ آبی آلودگی کا باعث ہے۔ اس آلودگی سے مچھلی اور سبزیوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ تاہم یہ مکمل طور پر درست نہ ہے کہ دریائی آلودگی کی وجہ سے لاہور شہر کے شہری بیمار ہو رہے ہیں۔ جہاں تک زہریلی دھاتوں کا تعلق ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ دریائی پانی کی وجہ سے زہریلی دھاتوں کا ارتکاز ماحولیاتی معیار سے تجاوز نہیں کرتا۔ تاہم نامیاتی اور جراثیمی آلودگی ماحولیاتی مسائل کا باعث ہے۔ جہاں تک کوڑا کرکٹ دریائے راوی میں ڈالنے کا تعلق ہے اس بارے میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی بہتر بتا سکتی ہیں۔ راوی کو آلودگی سے پاک کرنے کے سلسلے میں مفاد عامہ کے تحت استغاثہ نمبر 9137/2012 لاہور ہائیکورٹ میں درج ہے اس کی سماعت لاہور ہائیکورٹ کے بنچ میں ہو رہی ہے۔ بنچ نے اس سلسلہ میں دریائے راوی کی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا ہے جو اپنی تجاویز اور سفارشات مرتب کرنے کے بعد بنچ کو پیش کرے گا۔ لاہور کے 22 صنعتی یونٹوں نے اپنے waste کو ٹھیک کرنے کے لئے treatment plant لگا رکھے ہیں۔ مزید محکمہ نے مختلف قسم کی آلودگی پیدا کرنے والے 269 صنعتی یونٹوں کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی مکمل کر کے ان کے چالان ماحولیاتی ٹربیونل میں پیش کر دیئے ہیں۔ ماحولیاتی ٹربیونل نے آلودگی پیدا کرنے والے کارخانوں مثلاً بٹالہ سٹیل ملز لاہور کو دو لاکھ روپے اور جبار سٹیل ملز لاہور، ملک نعیم سٹیل ملز لاہور، حفیظ سٹیل ملز، پیکجز لمیٹڈ لاہور، بابا فرید فرنس لاہور اور سٹی سٹیل انڈسٹری لاہور کو پچاس پچاس ہزار روپے جرمانے عائد کئے ہیں۔ واسا نے شمالی لاہور کے لئے شاد باغ کے پاس اور جنوب مغربی لاہور کے لئے شیرا کوٹ کے نالے پر treatment plant لگانے کے منصوبوں پر JICA Government of Punjab اور نیسپاک کے تعاون سے کام شروع کر دیا ہے۔ حال ہی میں ان ہڈیارا ڈرین کی آبی آلودگی پر قابو پانے کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو اس ڈرین کا معائنہ

کر کے اس سے متعلقہ stakeholders کی مشاورت سے اپنی تجاویز دے گی۔ درج بالا اقدامات کی تکمیل سے دریائے راوی کی آبی آلودگی میں خاطر خواہ کمی آئے گی۔ شکریہ

(اذانِ عشاء)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 480/13 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے اور اس تحریک کا جواب آنا تھا۔

صوبہ میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کرنے والے گروپس کی مانیٹرنگ کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگست 2013 میں طوفانی بارشوں اور دریاؤں میں طغیانی کی وجہ سے پنجاب کے اکثر اضلاع میں سیلاب آیا جس سے انسانی جانوں و مکانات اور فصلات کو نقصان پہنچا۔ ریلیف ڈیپارٹمنٹ پنجاب حکومت کی جانب سے سیلاب زدگان کے لئے امدادی سرگرمیاں عمل میں لاتا ہے تاکہ بروقت امداد متاثرین کو مل سکے۔ سیاسی و غیر سیاسی تنظیموں کی چندہ مہم برائے سیلاب زدگان مانیٹرنگ ریلیف ڈیپارٹمنٹ کے زمرہ اختیارات میں نہ آتی ہے اور پنجاب گورنمنٹ رولز آف بزنس 2011 کے تحت Social Welfare Department اس بابت متعلقہ محکمہ ہے لہذا تحریک التوائے کار منجانب سیکرٹری سوشل ویلفیئر پنجاب کو بھجوائی گئی ہے لیکن اس کے علاوہ اگست 2013 میں طوفانی بارشوں اور دریاؤں میں طغیانی کی وجہ سے پنجاب کے تقریباً 25 اضلاع میں نقصانات ہوئے جس پر Disaster Management Department Board of Revenue نے متاثرین کی بحالی کے لئے مناسب اقدامات کئے۔ تاہم سیاسی و غیر سیاسی تنظیموں کو چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت دینا Board of Revenue کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔ NGOs اور دوسری انتظامی تنظیموں کو چندہ اکٹھا کرنے یا کنٹرول کرنا محکمہ سوشل ویلفیئر بیت المال کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر! Department Disaster Management Board of Revenue کے پاس چیف منسٹر ریلیف فنڈ موجود ہے جس سے متاثرین کو امداد دی جاتی ہے۔ معزز چیف منسٹر کی

ہدایت پر Punjab Disaster Management Department نے متاثرین کی بحالی اور آبادکاری کے لئے بروقت انتظامات کئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) متاثرہ اضلاع کے علاقہ جات میں ضلعی حکومت کی مد سے 361 ریلیف کیمپ قائم کئے گئے جن میں ہزاروں لوگ موجود تھے اور انہیں حکومت کی طرف سے کھانا مہیا کیا گیا۔

(2) متاثرین سیلاب 2013 کی امداد کے لئے 1,20600 راشن بیگ مہیا کئے گئے جن میں آٹا، چاول، گھی، چینی اور باقی ضروری اشیاء تھیں۔ اس کے علاوہ چاول کے 50kg کے 6950 تھیلے اور 20kg کے 2,40029 تھیلے مہیا کئے گئے۔

جناب سپیکر! متاثرین کو سایہ مہیا کرنے کے لئے 26152 ٹینٹ اور 15 ہزار کمبل متعلقہ DCO کے ذریعے چیف منسٹر ریلیف فنڈز سے مہیا کئے گئے۔ محکمہ صحت اور لائیو سٹاک کی طرف سے متاثرہ لوگوں کی سہولت کے لئے مفت ادویات فراہم کی گئیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے 24 اضلاع کے 734 گاؤں کو آفت زدہ قرار دیا اور گورنمنٹ محصولات یعنی زرعی ٹیکس، انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ وغیرہ متاثرہ علاقہ جات میں معاف کر دیئے۔

جناب سپیکر! فلڈ کی وجہ سے 109 فوت شدگان کے لواحقین کو 5 لاکھ فی کس کل 5 کروڑ 45 لاکھ روپے ادا کئے گئے۔ جن متاثرین کے مکانات کلی اور جزوی طور پر تباہ ہو گئے تھے ان کو تقریباً کل 50 کروڑ روپے متعلقہ DCO کے ذریعے ادا کئے جا رہے ہیں۔ فلڈ کی وجہ سے ضلع شیخوپورہ، گوجرانوالہ، نارووال، سیالکوٹ اور راجن پور میں جن کسانوں کی فصلات تباہ ہوئیں ان کو 4 ہزار 50 روپے فی ایکڑ کے حساب سے تقریباً 46 کروڑ روپے ادا کئے جا رہے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا بھی جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 486/13 محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی طرف سے ہے، اس تحریک کا جواب آنا باقی تھا۔

پنجاب کے کئی اضلاع میں سیلاب کی آڑ میں سبزیوں کی قیمتوں میں صد فیصد اضافہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس سال مون سون کی بارشوں اور مختلف اضلاع میں آنے والے سیلاب کی وجہ سے زرعی اجناس کی فصلوں کو خاصا نقصان

پہنچا بلکہ بعض علاقوں میں تو تقریباً تمام فصلیں تباہ ہو گئیں۔ سیلاب کی وجہ سے راستوں کی بندش سے ان اشیاء کی منڈیوں میں آمد بھی متاثر ہوئی اور زرعی اجناس بروقت منڈیوں تک نہ پہنچتی رہیں۔ زرعی اجناس کی رسد میں کمی اور طلب میں اضافہ کی وجہ سے قیمتوں میں کسی حد تک اضافہ ہوا۔ 23-07-13 کی مارکیٹ کمیٹی لاہور کے اوسط نرخ اور اخباری قیمتوں میں فرق درج ذیل ہے۔ اس کی detail چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے جس میں نام اشیاء، اوسط نرخ مارکیٹ کمیٹی، اخباری درج قیمت اور فرق ہے۔ اس میں آلو، پیاز، لہسن، ادرک، پالک، بند گوبھی، شملہ مرچ، مٹر، گھیا توری اور گھیا کدو وغیرہ۔ ان کی اخباری درج قیمت اور اوسط نرخ مارکیٹ کمیٹی میں فرق ہے۔ جس کی تفصیل میں پیش کر دیتا ہوں۔ درج بالا گوشوارے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اخبار میں ظاہر کی گئی زرعی اجناس کی قیمتیں حقیقت پر مبنی نہ ہیں جس سے درست صورتحال سمجھنے میں غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ اطلاعاً عرض ہے کہ مارکیٹ کمیٹی زرعی اجناس کی قیمتیں اپنی طرف سے کم یا زیادہ کرنے کی مجاز نہ ہے بلکہ منڈی میں ان کی روزانہ auction کی بنیاد پر قیمت مقرر ہوتی ہے مارکیٹ کمیٹی صرف اس کی تشہیر کرتی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا بھی جواب آ گیا ہے لہذا تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 513/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے اس کا بھی جواب آنا تھا۔

گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں کے درمیان چھوٹے پارکس کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔ جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ Q-Block جو کہ مین ڈرین کے ساتھ متصل تھا وہ کشادگی سڑک کے لئے مسمار کرنا پڑا اور اسی جگہ رہائش پذیر ملازمین کے لئے متبادل جگہ پر سہ منزلہ فلیٹس تیار کئے جا رہے ہیں۔ یہ جگہ ایسی تعمیر کے لئے مناسب تھی اور ایل ڈی اے کو چھ ماہ کے اندر اندر فلیٹس کی تعمیر کرنے کا ٹارگٹ دے دیا گیا ہے تاکہ متاثرین الاٹیوں کو متبادل کوارٹر الاٹ کئے جائیں۔ اولڈ مارکیٹ کو گرا کر اس جگہ پر دو بلاک پونچھ ہاؤس کالونی اور چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کی boundary wall پر ایک بلاک اور ایک بلاک S-Block کے

خالی پلاٹ پر تعمیر کیا جارہا ہے۔اس طرح کل چار بلاک بنائے جا رہے ہیں اور ہر بلاک چھ فلیٹس پر مشتمل ہو گا۔

جناب سپیکر!اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ اس تحریک میں جگہوں کی بابت ذکر کیا گیا ہے کہ وہاں پر اسٹیٹ آفس،ایس اینڈ جی اے ڈی سرکاری فلیٹس تعمیر کرنا چاہتا تھا اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ افسران کی بریفنگ کی روشنی میں ان جگہوں پر سہ منزلہ فلیٹس تعمیر کئے جانے کی تجویز دی گئی تھی جو کہ بعدازاں لوگوں کی سہولیات اور دیگر انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ختم کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے ارد گرد کے کوارٹروں کی پردہ داری مجروح ہونے کا اندیشہ تھا۔مزید عرض ہے کہ مذکورہ جگہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے نقشے کے مطابق مستقبل میں تعمیر کے لئے چھوڑ دی گئی تھی۔ حکام بالا نے دورہ کرنے کے بعد دونوں مطلوبہ جگہوں پر کسی بھی قسم کی تعمیر نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ارد گرد کے کوارٹروں کی پردہ داری قائم رہے چونکہ یہ پلاٹ چاروں طرف سے کوارٹروں میں گھرے ہوئے تھے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:جی،اس تحریک کا بھی جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 552/13 شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے تھی اس تحریک کا بھی جواب آنا تھا۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کو اپ گریڈ کرنے کے ساتھ ساتھ فیسوں میں بھی کئی گنا اضافہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی کل آبادی کا 52 فیصد حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ پاکستان میں ہر آدمی تعلیم یافتہ ہو۔ خاص طور پر خواتین کی تعلیم پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے تاکہ پاکستان کا شمار دنیا کے ترقی یافتہ کامیاب اور نمایاں ممالک میں ہو۔زیادہ والدین یہ سمجھتے ہیں کہ خواتین کے علیحدہ تعلیمی اداروں کے ذریعے لڑکیاں ہی تعلیم حاصل کر سکتی ہیں کیونکہ ابھی تک ہمارے معاشرے میں مخلوط ذریعہ تعلیم کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔فیصل آباد جو کہ پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے اور اس میں لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کا کوئی ادارہ نہیں تھا جو کہ فیصل آباد اور اس کے گردونواح کے

علاقوں کے لئے لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت کو پورا کر سکے۔اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور لڑکیوں کے لئے اعلیٰ تعلیم کی سہولت فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے قواعد وضوابط کو پورا کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا ہے اور اس سلسلے میں گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی ایکٹ 2013 جاری کیا۔یونیورسٹی بننے کے بعد پہلے سال 1600 طالبات نے داخلہ لیا جس سے لوگوں کے اس نئے ادارے پر اعتماد کا اظہار ظاہر ہوتا ہے۔یونیورسٹی بننے کے بعد کوئی سٹاف ممبر متاثر نہیں ہوا اور یونیورسٹی کی اہم ذمہ داریوں بشمول رجسٹرار، کنٹرولر اور treasurer پر اسی کالج کی ہی خواتین اساتذہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ویمن یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدے کے لئے اشتہار دے دیا گیا ہے اور خاتون وائس چانسلر کے لئے مطلوبہ معیار کے مطابق انتخاب ہو گا۔ایک وسیع اور مستقل کیمپ کے لئے حکومت پنجاب نے چک نمبر 106/RP میں 396 ایکڑ زمین اس خواتین یونیورسٹی کے لئے جڑانوالہ روڈ بائی پاس UET کے Campus کے نزدیک مختص کی ہے۔اعلیٰ تعلیمی کمیشن نے اپنے مراسلہ نمبر 15/35/HEC/A&A/2/013/67 مورخہ 15-07-2013 میں اس یونیورسٹی کو برائے اعلیٰ تعلیم تسلیم کیا ہے۔HEC اس نئی خواتین یونیورسٹی کے بجٹ کے معاملے کو process کر رہا ہے۔جہاں تک فیسوں کا تعلق ہے BS-Classes, semester-2 اور semester-8 کی فیس بالکل وہی ہے جو کہ گزشتہ سال کالج میں تھی۔تاہم یونیورسٹی بننے کے بعد صبح اور شام کی کلاسز کی فیسوں کے ڈھانچے کو والدین کی فیسیں ادا کرنے کی اہلیت کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے اور یہ دیگر پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں کے مقابلے میں بھی کم ہے۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ عربی، باٹنی، کیمسٹری اور اُردو کے ایم فل پروگرام، سیلف سپورٹنگ پروگرام ہیں مگر ان کی فیس بھی کافی کم ہے۔حکومت پنجاب تمام گورنمنٹ کالجوں کے مالی اخراجات کا ذمہ لیتی ہے جبکہ یونیورسٹیوں کے معاملے پر ایچ ای سی بہت کم معاملات کی معاونت گرانٹ کی شکل میں کرتی ہے باقی تمام اخراجات یونیورسٹی کو اپنے وسائل سے خود پورے کرنے پڑتے ہیں۔شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک contradiction کی طرف آپ کی توجہ چاہوں گا۔ وزیر موصوف نے ابھی یہ بات کہی ہے کہ خاتون وائس چانسلر کی بھرتی کے لئے advertisement کی گئی۔چند دن پہلے انہی وزیر موصوف نے فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے بارے میں کہا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے عورتوں کی، ہم نے وہاں پر مرد پرنسپل لگانا ہے۔وزیر موصوف اس contradiction کا جواب دیں کہ اب کیوں خاتون وائس چانسلر کے لئے advertisement کی گئی کیونکہ یہ Women

University ہے اس لئے اس کو Lady Vice-Chancellor چاہئے۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں یہ قانون نہیں ہے مگر فیصل آباد میں یہ قانون ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ contradiction ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ وزیر موصوف کا جواب سُنیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شیخ صاحب! آپ انسانی حقوق کے محافظ ہیں میں آپ کو جواب دے دیتا ہوں۔ جو ایچ ای سی اور اس یونیورسٹی کا معاملہ ہے اور یہ جو فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی بات کر رہے ہیں That is entirely different. یہ ایک سپریم کورٹ کے فیصلہ کی بات کر رہے تھے میں نے کہا تھا کہ اگر اس dictum میں، اس judgement میں کسی بھی جج صاحب نے یا اس کے ہائی کورٹ کے dictum کے مطابق یا وہ جس دوسرے ادارے میں گئے تھے اگر کسی جگہ پر بھی یہ لکھا ہو کہ اس میں مرد یا خاتون پرنسپل نہیں لگایا جا سکتا یا صرف خاتون پرنسپل ہی لگے گی تو آپ لے آئیں، اس کے بعد میں مکمل documents لے کر آیا تو مہربانی کر کے اس کو اس کے ساتھ mix up نہ کیا جائے۔ شیخ صاحب دونوں جگہوں سے twist کر رہے ہیں، ایسا نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس میں آپ نے خاتون وائس چانسلر کے لئے کہا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، کہہ دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! پھر اس کا جواب تو آ گیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! فاطمہ جناح میڈیکل کالج والا الگ معاملہ ہے وہ فیصلہ تو سپریم کورٹ تک گیا ہے اور Hon 'able Supreme Court نے کسی جگہ پر یہ نہیں لکھا. That is entirely different matter.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر موصوف ہمیشہ misinterpret کرتے ہیں۔ سپریم کورٹ کبھی یہ نہیں کہے گی کہ اِس کو لگا دو یا اُس کو لگا دو۔ سپریم کورٹ نے ایک Law line دینی ہوتی ہے کہ یہ directions ہیں [*********]

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! جواب تو انہوں نے دے دیا ہے کہ وہاں پر خاتون وائس چانسلر لگانی ہے اس کے لئے انہوں نے اخبار میں بھی اشتہار دے دیا ہے۔ اس تحریک کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی غلط الفاظ بولے گئے ہیں تو ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے تحاریک التوائے کار ختم کرنے دیں اس کے بعد بات کیجئے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ ہمارے کالج کی بات ہے اس لئے مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا ہے۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اتنا اہم issue اس طرح dispose of تو نہیں ہونا چاہئے، facts پر بات ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس پر بحث نہیں ہو سکتی انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اب محترمہ نگہت شیخ کی تحریک التوائے کار نمبر 576/13 ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری domain نہیں ہے کہ چیف منسٹر کے پاس جو بورڈ گیا ہے اس میں سے جس کو انہوں نے لگایا ہے میں اس کو چیلنج کروں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر موصوف! آپ محترمہ نگہت شیخ کی تحریک التوائے کار کا جواب پڑھ دیں۔

لاہور میں مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کا مسکن کھنڈر میں تبدیل

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ نگہت شیخ نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ اقبال 1935-1922 تک میکلوڈ روڈ پر واقع رہائش گاہ پر مقیم رہے۔ پاکستان بننے کے بعد حکومت پاکستان نے علامہ اقبال سے عقیدت کی وجہ سے جہاں علامہ اقبال کے زیر استعمال دوسری عمارتوں کو اپنی تحویل میں لیا وہاں پر یہ عمارت بھی اپنی تحویل میں لے لی۔ اس عمارت کا انتظام و انصرام وفاقی محکمہ آثار قدیمہ کے سُپرد ہوا۔ 1980 میں اقبال اکادمی کے دفاتر اور لائبریری اس عمارت میں منتقل ہوئے۔ ایجرٹن روڈ پر واقع ایوان اقبال کی تعمیر کے بعد اقبال اکادمی کے دفاتر اور لائبریری ایوان اقبال میں منتقل ہو گئی تاہم ایوان اقبال میں مطلوبہ جگہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے دفتر کا ایک حصہ ابھی تک میکلوڈ روڈ عمارت میں ہی رکھا گیا ہے۔ سال 2011 میں آئین میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد وفاق سے بعض معاملات صوبوں کو منتقل ہو گئے۔ اس ترمیم کے بعد وفاق کے تحت آنے والی تاریخی اور یادگاری عمارات کو متعلقہ صوبوں کی تحویل میں دے دیا گیا۔ اقبال میوزیم واقع علامہ اقبال روڈ، مزار اقبال اور سیالکوٹ میں علامہ اقبال کی رہائش گاہ کا انتظام حکومت پنجاب محکمہ آثار قدیمہ کے سُپرد ہوا۔ تاہم صوبائی حکومت کو جو تاریخی اور یادگاری عمارات منتقل ہوئیں اس فہرست میں علامہ اقبال کی پرانی رہائش گاہ واقع میکلوڈ روڈ شامل نہ تھی۔ یہاں یہ ذکر بھی کر دیا جائے کہ اس عمارت میں اقبال اکادمی کی حیثیت ایک کرایہ دار کی ہے جہاں پر اکادمی اپنے وسائل میں رہتے ہوئے فروغ اقبالیات کے لئے عمل پیرا ہے۔ اکادمی مختلف نوعیت کی سرگرمیوں کے ذریعے معاشرے میں فروغ اقبالیات کے لئے مصروف عمل ہے۔ بنیادی طور پر اکادمی کا دائرہ کار تحقیقی اور تصنیفی نوعیت کے امور کی انجام دہی ہے۔ جس کے تحت مختلف اہل علم کی علمی کاوشوں کی اشاعت کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ محاصل ضرورتوں کے پیش نظر مختلف موضوعات اور مستند اہل علم اور اقبال شناسوں سے تحقیقی کام کروانا ہے۔ تاہم یہ سمجھتے ہیں کہ محض تصنیفی اور تخلیقی سرگرمیوں کے ذریعے مفکرِ پاکستان کی اس فکر کو عام نہیں کیا جا سکتا جس کے ذریعے اس وطن عزیز کا قیام ممکن ہوا اور آج ہم ایک آزاد وطن میں رہ رہے ہیں لہذا اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اکادمی کے سکالرز ملک بھر کے تعلیمی اداروں

میں اور مختلفforums پر اقبال کی فکر کو عام کرنے کے لئے اکادمی پر کسی نوعیت کا بوجھ ڈالے بغیر جاتے ہیں اور فکر اقبال سے نسل نو کو روشناس کروانے کے لئے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ رواں ماہ نومبر میں میڈیا، سول سوسائٹی کے forums اور کئی تعلیمی اداروں میں اقبال اکادمی کے سکالرز سرکاری وسائل استعمال کئے بغیر پیغام اقبال کے فروغ کے لئے گئے اور افراد معاشرہ اور نسل کو فکر اقبال سے روشناس کروایا۔ محترمہ نگہت شیخ کی تجویز بہت صائب اور قابل تحسین ہے کہ اس تاریخی عمارت کے تحفظ اور تزئین کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ دریں اثناء عرض ہے کہ اقبال اکادمی کے پاس اس حوالے سے کوئی مختص وسائل نہیں ہیں تاہم ہم نے اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے ممکن حد تک اس عمارت کی حفاظت اور تزئین کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ علامہ اقبال سے محبت رکھنے والے مخیر حضرات سے بھی تعاون حاصل کیا گیا ہے۔ تاہم اس سلسلے میں مزید کام کرنے میں جہاں مالی وسائل کی کمی حائل ہے وہاں اس کے اردگرد قائم ہو جانے والی دُکانیں، ورکشاپس اور مختلف گروہوں کی طرف سے اس سے متعلق جاری مقدمات بھی مشکلات کا باعث ہیں۔ ان مسائل کا حل اکادمی کے دائرہ کار اور استعدادِ کار سے زیادہ ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر618/13 میاں محمد اسلم اقبال کی طرف سے ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر622/13 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر مراد راس کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے، کیا اس تحریک کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next weekتک pendingکر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر630/13 جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، محترمہ شُنیلا رُوت اور جناب محمد صدیق خان کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے۔ کیا اس تحریک کا جواب آ گیا ہے؟

گورنمنٹ انگلش میڈیم گرلز ہائی سکول "رکھ ماچھیکے" شیخوپورہ کی ہیڈ مسٹریس کا نصابی کتب کو کباڑیئے کو فروخت کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب آگیا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رکھ ماچھیکے فاروق آباد روڈ تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں ہیڈ مسٹریس نے حکومت پنجاب کی طرف سے 2011 میں مفت فراہم کی جانے والی کتابوں کو فروخت کے بارے میں علم ہونے پر محکمہ تعلیم کے ذمہ داران کے خلاف ابتدائی انکوائری زیر عمل ہے۔ رپورٹ آنے پر جو بھی اس میں ذمہ دار پایا گیا اس کے خلاف پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آگیا ہے لہذا اس التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 651/13 محترمہ جیّدہ خالد خان اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہ بہت serious matter ہے۔ یہ بچوں کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ان کے ساتھ کیا روّیہ اختیار کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا ہوں اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: ابھی تک ان کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پیڈا ایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ بتا رہے ہیں کہ پیڈا ایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا ہوں لہذا اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ جی، اب اگلی تحریک التوائے کار 651/13 محترمہ جیّدہ خالد خان اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر !اس تحریک التوائے کار کو next weekتک کے لئےpendingفرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pendingکیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر652/13سردار وقاص حسن موکل،جناب احمد شاہ کھگہ اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور میں غازی آباد پولیس کے نجی ٹارچر سیل سے چودہ سالہ طالبعلم برآمد

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!شکریہ۔اس ضمن میں عرض ہے کہ مہتمم پولیس کینٹ ڈویژن،لاہور کی رپورٹ کے مطابق دریافت اسمبلی سوال ہذا عمل میں لائی گئی اسمبلی سوال ہذا سے مطلع ہو کر جملہ افسران اور ملازمین کو بھی مطلع اور briefکیا گیا جو کہ وقوعہ ہذا کے بارے میں مقدمہ نمبر770/13بجرم پی او2002,342اور155تھانہ ہربنس پورہ کے سب انسپکٹر محمد خالد،ایس ایچ او،غازی آباد و غیرہ کے خلاف درج ہو کر تفتیش بذریعہ انوسٹی گیشن ونگ عمل میں لائی جا رہی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک کا جواب آگیا ہے اس تحریک التوائے کار کوdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر653/13چودھری عامر سلطان چیمہ،سردار وقاص حسن موکل اور محترمہ باسمہ چودھری کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر !اس تحریک التوائے کار کو next weekتک کے لئےpendingفرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک التوائے کار کوnext weekتک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر654/13محترمہ شُنیلارُوت،ڈاکٹر نوشین حامد اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔یہ پڑھی جاچکی تھی،کیا اس تحریک کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میرے پاس اس کا تفصیلی جواب نہیں آیا اس لئے اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئےpendingفرمادیں۔
I will give the detailed answer.

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 671/13 میاں محمود الرشید،جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔یہ پڑھی جا چکی ہے،وزیر موصوف اس تحریک کا جواب دیں گے؟

صوبہ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے پراپرٹی ٹیکس میں پانچ گنا اضافے کی تجویز

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!شکریہ۔موجودہ پراپرٹی ٹیکس بارہ سال قبل کرایہ جات کی بنیاد پر تیار کئے گئے، تشخیصی جدول یعنی valuable table کے مطابق وصول کیا جا رہا ہے۔پچھلے بارہ سال کے دوران کرایہ جات کئی گنا بڑھ گئے ہیں اور کاروباری سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوا ہے،پراپرٹی ٹیکس چونکہ سالانہ کرایہ داری کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے جو کہ اس دوران بے حد بڑھ گیا ہے،تاہم حکومت پنجاب نے عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ صرف مجوزہ تشخیصی جدول valuable table کو کم سطح پر رکھا ہے بلکہ درجہ بندی کی تعداد بھی بڑھا دی ہے،مزید برآں حکومت پنجاب نے ٹیکس کی شرح بھی 25 فیصد سے کم کر کے 10 فیصد کر دی ہے۔ان اقدامات سے عوام کو خاطر خواہ فائدہ ہوا ہے۔موجودہ سروے کے لئے مختلف آبادیوں کی درجہ بندی وہاں کے موجودہ اوسطاً ماہانہ کرایہ جات کی بنیاد پر کی گئی ہے۔اگلے پانچ سال میں جائیداد ہائے کی تشخیص کے لئے محکمہ نے کیٹیگری "اے" کا کرایہ 120 روپے فی مربع فٹ جبکہ آخری کیٹیگری "جے" کا 9 روپے تجویز کیا ہے۔یہ ریٹ کمرشل پراپرٹی جو کہ کرایہ پر دی گئی ہو اس کے لئے ہے جبکہ ذاتی استعمال کے لئے کمرشل جائیداد کا ریٹ مذکورہ ریٹ سے پانچ گنا کم ہے۔اس طرح کیٹیگری "اے" میں رہائشی جائیداد جو کہ کرایہ پر دی گئی ہو اس کا کرایہ 15 روپے اور کیٹیگری "جے" کے 2.50 روپے فی مربع فٹ تجویز کیا گیا ہے۔اسی طرح کیٹیگری "اے" اور "جے" میں پائی جانے والی رہائشی جائیداد ہائے جو کہ ذاتی استعمال میں ہو اس کا ریٹ بالترتیب 1.50 روپے اور 0.25 پیسے فی مربع فٹ تجویز کیا گیا ہے۔تاہم علاقہ جات کی درجہ بندی اور تشخیصی جدول یعنی valuable table کی categories کا عمل زیر غور ہے اور حتمی فیصلہ ابھی کرنا ہے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف نے اس کا گول مول سا جواب دیا ہے۔ اس وقت جو urban areas ہیں خاص طور پر لاہور میں تین مرلے اور پانچ مرلے کے مکانات کو پہلے exempt کیا ہوا تھا۔ بجٹ کے دوران ہم نے یہ کہا تھا کہ پانچ مرلے کے مکانات پر exemption کو ختم نہ کیا جائے۔ جس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ جو posh areas اور "اے" کیٹیگری کے گھر ہیں صرف ان پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے اور باقی علاقوں میں نہیں لگایا جا رہا۔ آج پورے لاہور میں بلکہ تمام شہروں میں کوئی ایک بھی غریب آدمی نہیں بچا جس پر انہوں نے یہ ٹیکس نہ لگایا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کو دوبارہ دیکھ لیں کہ وزیر موصوف کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق تو وہ areas cover نہیں ہو رہے۔ ٹیکس مسلسل تمام لوگوں کو دینا پڑ رہا ہے، چاہے وہ کچی آبادی میں گھر ہے، کسی کا ایک مرلے کا کوئی چوبارہ ہے اس کو بھی، کسی کا کوئی کچا جھونپڑا ہے اس کو بھی یعنی سب لوگوں کے پراپرٹی ٹیکس بغیر کسی تخصیص کے نوٹس جا رہے ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ پریشان ہیں کہ حکومت نے تو وعدہ کیا تھا کہ ہم ان غریبوں پر ٹیکس نہیں لگائیں گے۔ پہلے سے جو exemption تھی اس کو بھی ختم کر دیا گیا ہے اور ہر غریب آدمی پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ٹائم تو تحاریک التوائے کار کا بے شک ختم ہو گیا ہے لیکن میں محترم قائد حزب اختلاف سے کہوں گا کہ ان کو جو information دی گئی ہے. That is disinformation اور یہ ذرا دوبارہ خود ایک دفعہ چیک کروا لیں، جس نے بھی ان کو یہ information دی ہے totally baseless ہے اور concocted ہے کہ سب کو ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ گیا ہے، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج سے دو روز پہلے جمعہ والے دن محکمہ ہائر ایجوکیشن کے سوالات تھے اور اس سے پچھلا ہمارا جو اجلاس ہوا تھا اس میں سپیکر صاحب نے وزیر تعلیم سے میرے دو

سوالات کے متعلق کہا تھا کہ ان سوالات کے جوابات غلط دیئے گئے ہیں، سپیکر صاحب نے اس پر فرمایا تھا کہ جب اگلا اجلاس آئے گا اس میں وزیر تعلیم انکوائری کر کے اُن کا جواب معزز ایوان میں دیں گے لیکن اس دوران انہوں نے اس کی کوئی وضاحت کی اور نہ ہی اس پر کوئی بات ہو سکی۔ اسی طرح میری گزارش یہ بھی ہے کہ جمعہ والے دن میرے سیکنڈری ایجوکیشن سے متعلق دو سوالات تھے حالانکہ میں نے سپیکر چیمبر میں گزارش کی تھی کہ میں کسی وجہ سے وقت پر نہیں پہنچ پاؤں گی لہذا میرے یہ سوالات pending کر دیئے جائیں کیونکہ ان دونوں سوالات کے جوابات بھی غلط تھے۔ اب میری آپ سے یہ request ہے کہ اگر ایوان کے اندر اس طرح سے حکومتی سرپرستی میں ادارے غلط بیانی سے کام لیں گے تو پھر ایم پی ایز کی طرف سے جمع کروائے گئے سوالات جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں ان کے پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ابھی میری ایک معزز بہن نے ادھر سے بھی یہ پوائنٹ اٹھایا ہے کہ میرے سوال کا جواب وزیر موصوف غلط دے رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر اس طرح سے حکومتی سرپرستی میں ادارے غلط کام کریں گے اور ادارے جھوٹ بولیں گے تو پھر ہمارے یہاں پر سوال جمع کروانے کی بھی کوئی "تک" نہیں بنتی اور یہاں پر وزراء سے جواب لینے کی بھی کوئی تک نہیں بنتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو personally check کر لیتا ہوں پھر میں آپ کو اس کے متعلق بتاؤں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! یہ تیسرا incident ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو چیک کر لیتا ہوں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! یہ آج تیسرا incident ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کو اس کا جواب دے دیا ہے۔ میں اس matter کو خود دیکھتا ہوں اور پھر آپ کو اس بارے میں بتا بھی دیتا ہوں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. We take up the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion move is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Ahmad Ali Raza Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema and Dr Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2,

be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم بل ہے اس بل سے پنجاب کے دس کروڑ عوام سے وابستہ لوکل باڈیز کے ادارے بننے جا رہے ہیں۔ اس کو عوام کے لئے مشتہر کیا جانا از حد ضروری ہے، اگر چار ہزار سے زائد یونین کونسلیں ہیں اور تیرہ، تیرہ افراد اس میں حصہ لے رہے ہیں تو آپ خود دیکھیں یہ کتنی بڑی تعداد بن جاتی ہے۔ اگر اس کو مشتہر کیا جاتا، publicize کیا جاتا، عوام کو، stakeholders کو، منتخب نمائندے جو ماضی میں تھے اور آئندہ جو لوگ اس انتخاب میں حصہ لینے جا رہے ہیں ان سب کو اس کے اندر اپنی input دینے کا موقع ملتا تو زیادہ بہتر طریقے سے یہاں پر legislation ہو سکتی تھی۔ ہم نے جو قانون بنایا ہے، یہاں پر جو بل آیا جو بعد میں ایکٹ بنا وہ اس ایکٹ کے صریحاً contradictory ہے۔ ہم پہلے بھی کہتے رہے ہیں، آج بھی کہہ رہے ہیں کہ Constitution کی جو اصل spirit تھی اور آرٹیکل 140(A) جو واضح طور پر یہ کہتا ہے کہ political, administrative and financial responsibility and authority دی جائے اور یہ لوکل باڈیز کی بجائے لوکل گورنمنٹ ہو اور یہ third tier of the Government بنے لیکن یہاں پر جو کچھ ہم نے پاس کیا وہ بالکل بھی آئین کی اس روح کے مطابق نہیں ہے۔ ہم نے حلیہ بگاڑ دیا اور یہ ایک تاریخی موقع تھا کہ یہاں پر مسلم لیگ (ن) کی واضح اکثریت تھی اور ہم نے بھی Standing Committee میں بیٹھ کر بھرپور تعاون کیا۔ ہم یہ کہتے رہے کہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں لیکن ہماری ایک نہیں سنی گئی اور رانا ثناء اللہ خان اپنی ہی

توجیہات پیش کرتے رہے کہ یہ ضروری نہیں ہے۔ ہم ابھی اتنے mature نہیں ہیں اس لئے اگر ہم ابھی grass roots level پر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرائیں گے تو اس سے جمہوریت کو بڑا نقصان پہنچ جائے گا۔ یہاں پر قوم بٹ جائے گی۔ یہاں پر عددی اکثریت کے بل بوتے پر ہماری ترامیم کو bulldoze کیا گیا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ عدالت عالیہ نے ہمیں انصاف فراہم کیا اور آئین کی روح کے مطابق جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرانے کا حکم دیا۔ عدالت عالیہ نے A-140 کے تحت عوام کو relief دیا اور انہوں نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔ اب یہ حیلے بہانوں سے کسی کو کھڑا کر کے سپریم کورٹ میں اپیل میں چلے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو اعلان کیا تھا کہ ہم عدلیہ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں تو اب صدق دل سے اسے تسلیم کرنا چاہئے اور جماعتی بنیادوں پر انتخاب کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ چھ ماہ کے اندر ان کی performance negative ہے اور یہ deliver نہیں کر پائے، یہ take off نہیں کر سکے اور آج لوگ پس رہے ہیں اس لئے انہیں خوف ہے کہ ہم لوگ بلدیاتی انتخابات میں شکست کھائیں گے۔

جناب سپیکر! انہوں نے Local Government Act پاس کیا تھا آج یہ اس کے اندر جو ترامیم لا رہے ہیں اس سے colonial دور کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ centralize کر رہے ہیں۔ آئین کیا کہتا ہے اور عوام کیا مانگتی ہے؟ اس کے بالکل برعکس قانون سازی کی جا رہی ہے۔ عوام تو جمہوریت کے ثمرات سے مستفید ہونا چاہتی ہے۔ لوگوں کو empower کیا جانا چاہئے لیکن آج پنجاب اسمبلی کہتی ہے کہ empowerment نہیں۔ ہم ایم پی اے بن گئے ہیں، وزیر بن گئے ہیں اور ہر چیز حکمرانوں کی مٹھی میں ہونی چاہئے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ گراس روٹ level پر جو منتخب لوگ ہوں گے آپ ان کو مٹی کے باوے اور مادھو مت بنائیں۔ انہیں empower کریں، انہیں قانون کے مطابق مالی اور انتظامی اختیارات دیں۔ اس طرح کرنے سے ہی یہ third tier of the government بن سکتا ہے۔ آپ District Education Authority, District Health Authority اور دوسری authorities بنا کر ان کے ذریعے تمام اختیارات کو grasp کر لیں گے۔ ایک عام آدمی، پنجاب کے باسی اور ایک غریب کا سب سے بڑا مسئلہ اس کی صحت اور تعلیم ہے۔ جب آپ authorities بنا کر ان دونوں انتہائی اہم انسانی حقوق سے متعلق اختیارات کو بلدیاتی نمائندوں سے لے کر ان authorities کے حوالے کر دیں گے تو پھر ان لوکل اداروں کے پاس کیا اختیار رہ جائے گا؟ ان کے پاس سوائے ایک نمائشی exercise کے کچھ نہیں رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے پنجاب لوکل گورنمنٹ

کمیشن بنا کر رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔اس کمیشن نے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔آپ نے مغلیہ دور کی طرح کا ایک نادر شاہی پروانہ یہاں پر پاس کر دیا کہ یہ لوکل گورنمنٹ کمیشن منتخب میئر کو بھی dismiss کر سکتا ہے۔وہ ضلع کونسل کے ناظم یا چیئرمین کو dismiss کر سکتا ہے۔وہاں پر منتخب نمائندوں نے جو بجٹ منظور کیا ہو گا یہ لوکل گورنمنٹ کمیشن اسے بغیر کوئی وجہ بتائے dismiss, review and cancel کر سکتا ہے۔جناب!یہ اکیسویں صدی میں ہم عجیب تماشا لگانے جا رہے ہیں۔کیا یہ عوامی مفاد کا Bill ہے،یہ کوئی طاقت دے رہے ہیں،یہ کوئی third tier بنا رہے ہیں اور یہ کوئی لوکل گورنمنٹ بنا رہے ہیں؟رانا صاحب اکثر کہتے رہتے ہیں کہ یہ تو ہم services delivery system دینے جا رہے ہیں۔میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ہمارا بنیادی اختلاف ہی اسی بات پر ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ اس کو realize کرتے ہوئے اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کیا جائے گا تو پھر ہی بات آگے بڑھے گی اور پھر ہی ہم ترقی کی طرف گامزن ہوں گے۔یہ بہتر ہوتا کہ اس Bill کو مشتہر کیا جاتا اور پنجاب کے عوام کو دعوت دی جاتی تاکہ تمام لوگ اس بارے میں اپنے تجربات،آئین اور قانون کی روشنی میں inputs دیتے۔اس ملک کے ماہرین،صحافی،سیاسی کارکن اور تجربہ کار لوگوں سے inputs لی جائیں اور پھر انہیں سامنے رکھتے ہوئے ہم یہاں پر قانون سازی کرتے تو بہتر ہوتا لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس Bill کو لازماً رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے مشتہر کیا جانا چاہئے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!میں بھی اس amendment پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!اس ترمیم میں آپ کا نام نہیں ہے۔میرا خیال ہے کہ آپ کی ترمیم آگے آئے گی۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جی،بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ۔جی،عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!ہماری طرف سے یہ ترمیم Local Government Bill میں دی گئی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں اسمبلی نے جو لنگڑا لولہ Local Government Bill پاس کیا تھا اس میں عوام کے لئے تو کچھ بھی نہیں تھا البتہ آئین کی شق 140-A کا پیٹ بھر گیا تھا۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قانون کسی طرح بھی عوام کے مفاد میں نہیں ہے۔اس Bill میں عوام کے مسائل کا حل نہیں ہے۔اب شکست کے خوف سے وہ Bill بھی برداشت نہ ہو سکا اور اس میں بھی بے پناہ ترامیم تجویز

کی گئی ہیں۔اس مقصد کے لئے import کر کے لاہور میں ایک Ordinance فیکٹری لگائی گئی جس نے بے شمار Ordinances جاری کئے ہیں۔یہ قانون پہلے ہی عوام کے لئے فائدہ مند نہیں تھا اب اس میں لاتعداد Ordinances کے ذریعے ترامیم کی گئی ہیں جو کہ غلط ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ بلدیاتی ادارے عوامی مسائل کو حل کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں اس لئے اس میں یہ جو فضول قسم کی عوام دشمن ترامیم کی گئی ہیں ان کو مشتہر کیا جائے۔عوام کو بتایا جائے کہ اس اسمبلی میں ان کے ساتھ کیا ہونے جارہا ہے ہم نے جو Local Government Bill پاس کیا تھا اس میں مالیاتی، تعلیمی، صحت اور انتظامی اختیارات ان بلدیاتی اداروں سے چھین لئے گئے تھے اب رہی سہی کسر آپ کے ان Ordinances نے پوری کر دی ہے۔اُس وقت ہم نے ایک گزارش کی تھی کہ ان بلدیاتی اداروں کے الیکشن جماعتی بنیاد پر کرائیں۔ہماری بات کو تسلیم نہیں کیا گیا لیکن عدالت عالیہ نے ہمارے اس آئینی مطالبے کو منظور کر لیا۔اب صرف ایک ہی Ordinance کی ضرورت تھی کہ بلدیاتی الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔جب عدالت عالیہ کی طرف سے بلدیاتی الیکشن جماعتی بنیادوں پر کرانے کا حکم آیا تو حکمرانوں میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی کہ اب کیا ہوگا؟اب یونین کونسل level پر ہم expose ہوں گے۔ اب لوگوں کو پتا چلے گا کہ حکمران جماعت کی یونین کونسل level پر کیا اہمیت ہے اور ان کے ساتھ کتنے لوگ ہیں۔اس چیز کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے وارڈ بنا دیئے ہیں۔پہلے چھ جنرل کونسلر proportionally جیت کر آتے تھے۔یہ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے یونین کونسل کو وارڈوں میں تقسیم کر دیا یعنی چھ وارڈ بنا دیئے۔اس کے بعد delimitation کے نام پر وہ بے ایمانیاں اور بے ضابطگیاں کی گئیں کہ جس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔اس کا ایک ثبوت راولپنڈی کی delimitation ہے۔انہوں نے انتظامیہ کو استعمال کیا اور اپنے مطلب کی یونین کونسلیں بنالیں۔ہماری بات نہ سنی گئی چنانچہ ہم عدالت میں گئے۔عدالت نے انتظامیہ کے تمام فیصلے set-aside کر کے پرانی یونین کونسلیں بحال کر دیں۔اس کے بعد اس Ordinance میں انہوں نے کہا کہ انتظامیہ الیکشن کروائے گی۔جس انتظامیہ نے delimitation میں ہمارے ساتھ ہاتھ کیا، وارڈوں میں ہمارے ساتھ ناانصافی کی اگر انہی کے ذریعے الیکشن کروانے ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اپنے کونسلروں، ناظمین اور نائب ناظمین کی فہرست انتظامیہ کو دے دیں اور ہم گھر بیٹھ جاتے ہیں۔اگر انتظامیہ کے تحت الیکشن کروانے ہیں تو ہم اس کو نہیں مانتے۔جب الیکشن انتظامیہ کے زیر انتظام ہوں گے تو وہ قطعی شفاف نہیں ہو

سکتے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس الیکشن کو الیکشن کمیشن اور عدلیہ کے ذریعے کروائیں۔ اگر اس الیکشن میں کوئی انتظامی افسر آ یا یا اثر انداز ہوا تو وہ طوفان اُٹھے گا کہ جو پھر کسی سے بھی نہیں سنبھل سکے گا۔

جناب سپیکر! اُس کے بعد reserve seats کے لئے کونسلروں نے ووٹ دینے تھے۔ حکمرانوں کو یہ بھی ایک خوف تھا اور ان کو پتا ہے کہ grass roots level پر کیا حالات ہیں اور ہماری کیا پوزیشن ہے۔ ان کو خوف تھا تو انہوں نے جنرل کونسلروں سے ووٹ کا حق بھی چھین لیا اور reserve seats کے لئے اب صرف چیئرمین ووٹ دے گا۔ اس سے بڑی بددیانتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک عوامی نمائندہ منتخب ہو کر آئے اور آپ اُس سے آگے ووٹ دینے کا حق صرف اس خوف سے چھین لیں کہ شاید ہمارے مخالفین نہ منتخب ہو کر آ جائیں۔

جناب سپیکر! یہ سارے ایسے معاملات ہیں جن کا عوام کو پتا ہونا چاہئے اس لئے آپ سے ہمارا یہ بھرپور مطالبہ ہے کہ جو amendment pass کی جا رہی ہے اس کو pass ہونے سے پہلے اخباروں میں مشتہر کیا جائے۔ عوام سے، پڑھے لکھے طبقے سے اور صحافیوں سے اس پر رائے لی جائے اور اُن کی رائے کے مطابق عوام کے بہترین مفاد میں یہ amendments لائی جائیں۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! لوکل کونسل کا بل پیش کیا گیا تھا اور پھر بہت ہی جلد بازی سے جیسے تیسے پاس کر لیا گیا کہ جی عدلیہ کی طرف سے بڑا pressure ہے اور بار بار dates آ رہی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 2008 سے 2013 کی جو governance تھی اس میں مرکز کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی، اے این پی اور ایم کیو ایم حکومت میں تھے، پنجاب کے اندر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی، اسی طرح KPK کے اندر اے این پی اور پاکستان پیپلز پارٹی governance میں تھے، بلوچستان کے اندر سردار محمد اسلم رئیسانی اور جے یو آئی governance کے اندر تھے اور سندھ کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم باہم حکومت کے اندر تھے۔ ان پانچ سالوں میں انہیں بالکل خیال نہ آیا کہ آئین کی ایک provision موجود ہے جس کے تحت لوکل کونسل کے ادارے بنائے جانے ہیں اور اس حوالہ سے یہ sense آتی ہے کہ financial administrative, political and powers delegate کرنی ہیں۔ اُس وقت انہیں بالکل کوئی خیال نہیں آیا تھا تو اس کا سارا credit سپریم کورٹ اور چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کو جاتا ہے کہ انہوں نے اس معاملہ کو اُٹھایا اور اُس کے نتیجے کے اندر تمام صوبوں کے اندر جیسے تیسے قانون سازی شروع ہو گئی اور اسی بات کا مسلسل اظہار کیا گیا

کہ اوپر سے عدلیہ کا بہت pressure ہے اس لئے اس کو جلدی جلدی پاس کیا جائے۔ اُس وقت بھی ہماری طرف سے یہ بات آئی تھی کہ یہ بلدیاتی ادارے بالکل grass roots level کے اوپر ایک سسٹم بن رہا ہے جس سے پبلک متاثر ہو گی۔ اس کے اندر بڑی تعداد میں کونسلر، چیئرمین، وائس چیئرمین، میئر، ڈپٹی میئر اور میٹروپولیٹن کے لارڈ میئر کا سارا ایک سسٹم بنے گا اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے پبلک سے input لی جائے اور مہذب اداروں کے اندر اور خود ہمارے آئین کے اندر بھی یہ provision موجود ہے کہ اگر کسی issue پر بہت زیادہ اختلافِ رائے ہے تو اس پر آئین کے مطابق ریفرنڈم کا ایک طریق کار بھی موجود ہے۔ ہماری طرف سے last time بھی بالکل ایک آئینی مطالبہ تھا اور اب بھی ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ اس کو public opinion کے لئے elicit کرنا چاہئے۔ عدلیہ نے بھی کوئی غیر حقیقت پسندانہ رویّہ اختیار نہیں کیا اُنہوں نے صرف اتنا دباؤ رکھا اور اس حوالہ سے انہوں نے مسلسل جو dates دیں کہ 2008 سے 2013 تک جو پچھلے پانچ سال گزرے تھے وہاں ان جمہوری حکومتوں نے بلدیاتی ادارے بنانے کی کوئی بات نہیں کی تھی تو عدلیہ نے pressure رکھا کہ یہ کم از کم قانون سازی تو کر لیں کیونکہ اب یہ صوبوں کا اختیار ہے وہ اپنے بلدیاتی ادارے بنائیں گے تو اس حوالے سے کچھ نہ کچھ شروع ہو گیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ ایسا دباؤ بھی نہیں ہے کہ وہ کہیں کہ بس اس تاریخ کو سب کچھ ہو جائے اور ہو جانا چاہئے۔ اس میں انہوں نے اس کو relax بھی کیا ہے اور دیکھا ہے کہ sense کیا ہے تو اس حوالے سے عدلیہ کی جو sense ہے اگر اس کو وقت دیں گے اور اس کو مشتہر کرنے کے لئے پیش کریں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے لئے عدلیہ کوئی نوٹس لے گی اور اس کے لئے کوئی زیادہ دن بھی درکار نہیں ہیں۔ اس کو ہم کل یا پرسوں public opinion کے لئے اخبار کے اندر اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پبلک کے سامنے رکھتے ہیں تو ہفتہ دس دن کے اندر اندر پبلک کی طرف سے بہت اچھی آراء آئیں گی کیونکہ جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف صاحب نے لوکل گورنمنٹ کا جو سسٹم دیا وہ ایک آمر تھا اور جیسے اُس نے آئین کو دو دفعہ توڑا ہے تو اگر پاکستان مسلم لیگ (ن) اپنی ٹانگوں پر کھڑی رہی تو وہ انشاء اللہ اُس کو face کرے گا اور یقیناً اُس کو آئین کے تحت سزا بھی ہونی چاہئے لیکن میں عرض یہ کروں گا کہ اُس نے لوکل گورنمنٹ کا جو سسٹم introduce کروایا وہ حقیقت کے اندر آئین کی اس sense کے بہت قریب تھا۔ اُس میں ہر ضلع کے اندر ڈسٹرکٹ اور تحصیل ناظمین بنے تھے، حقیقتاً اُن کے پاس administrative, political and financial powers موجود تھیں۔ خامیاں، خرابیاں تو ہر سسٹم کے اندر ہوتی ہیں اُس کو بہتر کر کے آگے چلایا جا سکتا تھا لیکن وہ نہیں

چلایا گیا اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اُس میں جن لوگوں نے deliver کیا تھا اُن کی opinion لینے کا ہم کوئی سسٹم نہیں بنا سکے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اندر بھی وہ ناظمین شامل ہیں جو پچھلے دو tenures میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں شامل رہے تھے اگر اُن کا opinion آ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ سسٹم کو مزید بہتر کرنے کے لئے یہ ایک اچھی بات ہوگی۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب جو الیکشن ہونے چلا ہے یہ انتظامیہ کے ذریعے سے ہوگا۔ لوکل الیکشن کمیشن کا اس کے اندر واجبی سا کردار ہے۔ اس میں بظاہر تو لکھا گیا ہے کہ جو RO's and DRO's لگائے جائیں گے الیکشن کمیشن، گورنمنٹ اور اُس کے بعد دوسری bodies جن کو گورنمنٹ supervise کر رہی ہے اُس میں سے لئے جائیں گے لیکن ظاہر ہے الیکشن کمیشن کے پاس اپنے کام کرنے کے لئے عملہ نہیں ہے اُس کے اندر یہ deficit ہے۔ کہاں سے وہ اتنے بڑے صوبے کے اندر انتخابات کے لئے کوئی RO's, DRO's اور اس کے علاوہ کوئی اہلکار provide کر سکیں گے؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پبلک کا یہ بڑا serious concern ہے کہ انتخابات انتظامیہ مت کرائے بلکہ انتخابات عدلیہ کرائے۔ اس حوالے سے اگر آپ opinion لیں گے تو پبلک کی صد فیصد رائے یہی آئے گی کہ یہ انتخابات عدلیہ کے تحت ہونے چاہئیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہو رہا۔ اسی طرح اس نظام کے تحت اب جو کونسلر بننے چلے ہیں میں خود جب بہاولپور گیا تھا تو یونین کونسل کے چیئرمین کے دو تین امیدواروں سے بات ہو رہی تھی تو کہنے لگے کہ ہم نے شروع میں تو کونسلروں کو سارے حقائق بتا دیئے تو پھر کونسلروں نے کہا کہ اس نظام کے تحت پھر ہمارے پلے کیا ہے؟ چیئرمین کے اُس امیدوار نے مجھے بتایا کہ میں نے جنرل کونسلر کے امیدواروں کی دوبارہ میٹنگ بُلائی اور میں نے کہا کہ یہ تو پھر کوئی کام ہی نہیں کریں گے اور پورے سسٹم کے اندر ایک عدم دلچسپی آ جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر کونسلر بن جائے گا اب اس حوالے سے اُس کا کوئی کام نہیں ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جب پبلک منتخب کرے گی، ایک آدمی خرچ کرے گا، اُس میں اپنا وقت دے گا تو اُس کونسلر کے پاس تو کوئی اتھارٹی ہی نہیں ہے تو یہ وہ چیزیں ہیں جن کے بارے میں پبلک کی طرف سے رائے آ جانا بہت ضروری ہے۔ اس سے اس کے اندر بہتری واقع ہو جائے گی جس سے اس حوالے سے اس پورے ایوان اور اس حکومت کا وقار بلند ہوگا کہ حکومت نے پورے پنجاب کی عوام سے رائے لینے کا سسٹم بنایا ہے اس لئے میں یہ درخواست کروں گا، محترم وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان خود بھی بہت جمہوری آدمی ہیں انہوں نے اپوزیشن

کی اس amendment کو oppose کیا ہے اُمید ہے وہ اس معاملہ میں ہم سے agree کریں گے اور اس کو opinion کے لئے پیش کرنے کی اجازت دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس میں جو پہلی ترمیم پیش کی گئی کہ اس کو مشتہر کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب یہ بل پہلے بھی پیش ہوا تھا تو اس کو مشتہر کرنے کے لئے پہلے بھی یہ ترمیم دی گئی تھی اور اس پر بات کی گئی تھی۔ اس بل کو مشتہر کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس لوکل گورنمنٹ کے بل کے حوالے سے کئی سیمینارز اور میٹنگز میں جانا ہوا جہاں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لوگ تھے اور ان سب کے پاس بہت مواد تھا جو اس بل میں ڈالنا چاہئے تاکہ ایسا بل بنے جو بہت بہتر ہو۔ حکومت کے پاس یہ زبردست موقع تھا کہ یہ ایسا بل بنائے کہ اگلے سو سال کے لئے کسی نئے بل کی ضرورت نہ ہو لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ ہمیں ایسی جلدی کیا ہے کہ ہم ساری powers اپنے ہی ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک سنہری موقع تھا کہ ہم ایک ایسا بل پیش کرتے کہ جس میں ہم صحیح معنوں میں grass roots level پر لیڈر شپ کو موقع دیتے کیونکہ لوکل باڈیز کی تنظیم جو لیڈر شپ کے لئے نرسری کہلاتی ہے۔ لیڈر شپ کب آتی ہے؟ جب ان کو powers دی جائیں کہ وہ عام لوگوں کو وہ سہولت فراہم کر سکیں جس مقصد کے لئے وہ بنائی جا رہی ہے۔ اگر ان کے پاس خود کوئی power نہیں ہے، اگر میں خود empower نہیں ہوں تو میں کسی دوسرے کو کیسے empower کر سکتی ہوں۔ اگر آپ ایک تنظیم آرٹیکل 140-A کے بالکل against بنا رہے ہیں، جس میں آپ last year تک powers نیچے تک devolve ہی نہیں کر رہے تو پھر فائدہ کیا ہے؟ اس میں اتنے بڑے level پر ہزاروں لوگوں کی شرکت ہے اور ہم اتنی بڑی exercise کرنے جا رہے ہیں لیکن فائدہ کیا ہے؟ اس میں بے انتہا پیسا خرچ ہوگا، پوری مشینری استعمال ہوگی، بے شمار لوگ دن رات کام کر رہے ہیں لیکن اس سے ہم نے حاصل کیا کیا اور اس بل کے عوض ایک عام آدمی کو کیا ریلیف ملا؟ کچھ بھی نہیں۔ وہی ایم پی اے کے پیچھے پھرنا، وہی نالی اور سٹریٹ لائٹس لگوانے کے لئے بھاگنا۔ ہم ان کو empower ہی نہیں کر رہے۔ ایک چیئرمین لاکھوں روپیہ خرچ کرکے یہ الیکشن لڑ رہا ہے، کونسلر لاکھوں روپیہ خرچ کرکے الیکشن لڑ رہے ہیں اور کتنے جذبے، کاوش اور دن رات کی محنت سے الیکشن لڑ رہے ہیں لیکن اس کا حاصل وصول کچھ بھی نہیں ہے۔ اس میں کیوں نہ تھوڑی سی effort کرتے اور اسے مشتہر کرتے اور عام لوگوں کی رائے کو اس میں شامل کرتے۔ اس بل کو اس طرح بنا کر لاتے کہ ہم سب جو یہاں بیٹھے ہیں

پارٹیوں سے بالاتر ہو کر پاکستان کے لئے ایسا کام کر کے جاتے اور ایسا بل بنا کر جاتے کہ ہمارا نام کئی سو سال تک زندہ رہتا کہ ایک ایسا بل آیا تھا، ایک ایسی پارلیمنٹ بیٹھی تھی جس نے صرف عوام کے لئے سوچا تھا اور عوام کی بات کی تھی لیکن افسوس کہ ہم نے ہر چیز کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے۔ ہماری بادشاہت کی جو خواہش ہے وہ اس طرح پوری نہیں ہوتی اس لئے ہم عوام کو کیسے empower کر دیں، ہم کسی کسان کو کیسے empower کر دیں، ہم کسی مزدور کو کیسے empower کر دیں، ہم کسی خاتون کو نسلر کو کیسے empower کر دیں کہ وہ اپنے مسائل خود ہی حل کر لیں تو پھر ہمیں کون دیکھے گا اور پھر ایم پی ایز اور ایم این ایز کے پیچھے کون پھرے گا؟ ہمیں رعایا چاہئے، ہمیں عوام نہیں چاہئے اور یہ اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ ہمیں رعایا نہیں چاہئے بلکہ ہمیں عوام چاہئے۔ ہم نے عوام بنانی ہے رعایا نہیں بنانی اس لئے ان کے جو حقوق ہیں وہ ہمیں انہیں دلانا ہیں۔ اگر ہم ایک کام کرنے ہی جا رہے ہیں تو ایسے طریقے سے کیوں نہیں کر سکتے کہ ہم سب کے لئے اور آنے والی نسلوں کے لئے یادگار ہو کہ کچھ لوگوں کو منتخب کیا گیا تھا، بٹھایا گیا تھا تو انہوں نے بیٹھ کر کوئی اچھا کام کیا تھا۔ ہم یہاں بیٹھ کر ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں، یہاں سے کوئی اچھی بات بھی ہو رہی ہو تو وہاں سے مذاق اڑانے کی ایک روایت ہے۔ اس روایت کو ختم کر کے اگر ہم اس بل کو مشتہر کریں تو عوام میں بہت سے ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو اس بل میں بہت زبردست inputs دے سکتے ہیں۔ ہم کیوں نہ اس روایت کو ختم کر دیں۔ میری تمام ممبران سے درخواست ہے کہ خدا کے لئے پارٹیوں سے بالاتر ہو کر، اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس ملک کے لئے اور اس ڈوبتی ہوئی قوم کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور اس بل میں ایسی ترامیم لے کر آئیں کہ یہ واقعی صحیح معنوں میں لوکل باڈیز کی روح کو قائم کر سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، سردار وقاص حسن موکل صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس سپیشل کمیٹی کا حصہ ہوں جس کے سامنے یہ ترامیم پیش کی گئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں چند گزارشات ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اب تک جتنی بھی اس بل کے حوالے سے efforts کی گئی ہیں وہ عوام کی بہتری کے لئے تھیں۔ اس وقت بطور اپوزیشن نہیں بطور حکومتی پارٹی نہیں بلکہ بطور عوامی نمائندہ میں اس جگہ پر کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوں کہ جو کیا گیا ہے یا جو ہو رہا ہے وہ میرے نقطہ نظر میں عوام کی بہتری کے لئے ہے لیکن اگر ہماری سوچ مثبت ہے تو کیوں نہ اس کو ہم اور بہتر کریں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب یہ بل پیش کیا گیا تو اس کے بعد ہم تمام ممبران کو کیونکہ اس وقت پورے صوبہ پنجاب کی یہاں نمائندگی ہے۔ ہم تمام نمائندوں کو واپس اپنے حلقوں میں جا کر on ground یہ چیز اور حقیقت عیاں ہوئی کہ اس بل کے اندر یا اس قانون یا مسودے کے اندر کہاں کہاں پر کمیاں ہیں۔ اگر میں آپ کو اپنی مثال دوں گا تو میں یہ سمجھوں گا کہ تمام حلقوں یا خصوصی طور پر دیہاتی حلقوں میں وہ مسائل بالکل اپنی جگہ پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر! original قانون کے اندر وارڈ بندی نہیں تھی، بعد میں آ گئی۔ میرے نقطہ نظر میں شاید یہ بہتری ہے کہ کونسلر کو پوری یونین کونسل میں پھرنے کے بجائے مختص علاقوں میں اپنا کام کرنا ہے۔ میرے خیال میں یہ بہتر ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو اقلیتی نمائندے، کسان ولیبر، خواتین اور نوجوانوں والی تیسری کیٹیگری شامل کی گئی ہے ان کی محنت کم کرنے کے لئے بڑھا رہے ہیں۔ وہ چیئرمین کا الیکشن لڑلیں یا کونسلر کا الیکشن لڑلیں ایک جتنی محنت ہے ایسا کیوں ہے، یہ ہم کر رہے ہیں تو ہم کیوں کر رہے ہیں؟ ہم تمام ممبران کے ذہن میں بنیادی بات یہ ہے جسے اپوزیشن highlight کر رہی ہے وہ یہی ہے کہ اگر ہم نے پچھلے پانچ سال ضائع کر دیئے ہیں یا کچھ نہیں کیا وہ وقت گزر گیا ہے اسے ہم واپس نہیں لا سکتے لیکن آج ماضی کی غلطیوں کو چھوڑتے ہوئے حال میں رہتے ہوئے مستقبل کا سوچیں۔ اس کو ہفتہ، دس دن، پندرہ دن یا جتنی دیر بھی ہے یہ ایوان اس کو فائنل کرلے، ہم سارے بیٹھ کر فائنل کرلیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت جو مسودہ قانون ہے اس میں ترامیم لانے کی ضرورت ہے۔ اس کو reshape کرنے کی ضرورت ہے لیکن ان چیزوں اور ground realities کو incorporate کر کے آگے چلنا چاہئے تاکہ ہم کم از کم عوام کے آگے اس بات پر تو جوابدہ ہو سکیں کہ ہم نے ٹھیک فیصلے کئے ہیں۔ یہ سوال بارہا دفعہ مجھے کیا گیا کہ میں نوجوان کونسلر کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو کیا میں پوری یونین کونسل میں ووٹ مانگوں گا۔ میرا one to one مقابلہ ہوگا کس کے ساتھ ہوگا ایک کونسلر تو اپنے وارڈ کے اندر ہوگا میں کسی ایک وارڈ میں کیوں نہیں ہوں؟ اس کے علاوہ میری یہی گزارش ہوگی جس طرح میری بہن نے بھی یہ بات کی کہ سول سوسائٹی اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جن سے ہم بہتر طور پر اور formal طور پر مشاورت کریں تاکہ اس مسودے کو بہتر سے بہتر کر سکیں۔ اگر پچھلے تین مہینوں میں چار ترامیم آ سکتی ہیں تو پھر شاید اگلے وقت میں چار اور بھی آ سکتی ہیں۔ ہمارے پاس وقت ہے اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو بہتر سے بہتر کریں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں اتنا عرض کروں گا کہ اس بل کو عوامی رائے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ جب سے لوکل باڈیز کا یہ بل پیش ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کافی کام اس پر ہو چکا ہے۔ میں دو تین مثالیں اپنے علاقے کی دوں گا۔ اس بل میں کافی زیادہ قباحتیں ہیں، 140-A کے تحت جس طرح grass roots level پر ہماری یہ کوشش ہے کہ میونسپل سروسز کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔ اس میں میری کچھ گزارشات ہیں جن میں سے پہلی delimitation کے بارے میں ہے۔ ہم نے پہلے بھی عرض کی تھی اور آج بھی وہی بات کر رہے ہیں کہ delimitations میں کافی زیادہ ناانصافیاں ہوئی ہیں۔ یہاں ہمارے منسٹر رانا صاحب اور دوسرے منسٹرز بھی بیٹھے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں چار ہزار سے زیادہ یونین کونسلیں ہیں۔ آپ یونین کونسلوں کی تفصیل منگوا لیں کہ ایک یونین کونسل کی formation پانچ ہزار پر ہے اور دوسری یونین کونسل کی اسی ڈسٹرکٹ میں formation ستائیس ہزار پر بنی ہوئی ہے۔ میری ذاتی یونین کونسل واں بھچراں ستائیس ہزار ووٹروں پر بنی ہوئی ہے حالانکہ within revenue state وہ دو یونین کونسلیں بن سکتی تھیں۔ وہاں delimitations میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے حالانکہ دو یونین کونسلیں میری اپنی بن سکتی تھیں۔ میں آپ سے اتنا ہی عرض کروں گا کہ اس میں ہمارے پورے ایوان کی کوئی بدنیتی شامل نہیں ہے۔ ہم یہاں ایک نیک کام کے لئے بیٹھے ہیں اور ہم وہ کام کر رہے ہیں جس کی انشاء اللہ تعالیٰ مثال دی جائے گی کہ ہم ایک بہتر کام کے لئے یہ Local Bodies Bill بنا رہے ہیں۔ Local Bodies Bill میں delimitations اور جو موجودہ amendments ہوئی ہیں ان پر میں آپ سے کچھ عرض کروں گا کہ جس طرح مؤکل صاحب نے وارڈ سسٹم کے حوالے سے کہا کہ وارڈ سسٹم بن گئے ہیں تو بہتر ہے کہ ایک کونسلر اپنے وارڈ میں الیکشن لڑے گا لیکن youth اور کسان کونسلر پوری یونین کونسل سے ووٹ لے گا۔ کیا وہ چیئرمین کا الیکشن لڑ رہا ہے یا صرف ایک کونسلر شپ کا الیکشن لڑ رہا ہے؟ دوسرا خواتین سیکٹر کے حوالے سے ترمیم کی گئی ہے کہ دو خواتین کا تین تین وارڈز پر مشتمل ایک وارڈ بنا ہے تو اس حوالے سے میرا یہ خیال ہے کہ ہمیں خواتین کی سیٹیں دو سے زیادہ کر دینی چاہئیں۔ چونکہ وارڈ سسٹم آ گیا ہے تو اس وارڈ سسٹم پر ہمیں ایک نہیں بلکہ دو وارڈز پر ایک یونین کونسل کو لانا چاہئے کیونکہ ہمارے دیہاتی علاقوں کے وارڈ بہت بڑے ہیں۔۔۔ آپ House in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں ایک گزارش اور بھی آپ سے کروں گا کہ کونسلروں کا بنیادی حق ختم کر دیا گیا ہے۔ اگر ایک کونسلر یا وائس چیئرمین elect ہوتا ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ اس کونسلر کا اس setup میں function کیا ہو گا؟ پہلے والے Local Bodies System میں کونسلر اپنا چیئرمین منتخب کرتا تھا بلکہ وہ تحصیل اور ڈسٹرکٹ ناظم منتخب کرتا تھا لیکن اب کونسلر کا کوئی function ہی نہیں رہا کیونکہ وہ اپنا چیئرمین یا وائس چیئرمین ہی منتخب نہیں کر سکتا۔ میں آپ سے اتنی گزارش کروں گا کہ اس amendment کو تھوڑا سا دیکھ لیں کیونکہ سپیشل کمیٹی بھی موجود ہے اور یہاں سب دوست احباب بیٹھے ہیں تو اس میں اتنی جلدی نہ کریں۔ آج شیڈول announce ہو چکا ہے جو 20th تک ہے اس لئے ہمارے پاس ابھی دس بارہ دن ہیں لہذا یہ دیکھ لیں کیونکہ ہم لوگوں کی تکلیف کو آسان کرنے کی بجائے اُن کو مشکل میں ڈال رہے ہیں۔ اس Local Bodies Bill میں کونسلر کو ووٹ کا حق دے دیا جائے، اس کے بعد نوجوان اور کسان کونسلر کی وارڈ بندی کر دی جائے بے شک نوجوان کونسلر کو بڑھا کر ایک کی بجائے دو کونسلر اور کسان کونسلر کو بڑھا کر ایک کی بجائے دو کونسلر کر دیں۔ میں اس حوالے سے آپ کو تجاویز دے رہا ہوں اس لئے آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اگر ایک کونسلر پوری یونین کونسل کا الیکشن لڑے گا تو ایک چیز میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے عرض کروں گا کہ delimitations کے بارے میں تھوڑا سا review کریں کیونکہ اس میں بہت زیادہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ Delimitation کی آڑ میں ہماری یونین کونسلیں تیس تیس ہزار آبادی پر رکھی جا رہی ہیں جس کا آپ ریکارڈ منگوا لیں اور اس کو مدنظر رکھ لیں۔ کل معزز ہائیکورٹ نے ہماری یونین کونسلوں کے فیصلے کو set-aside کر کے دوبارہ کمشنر کے پاس بھیجا ہے۔ اگر یہ exercise اس طرح چلتی رہی تو ہو سکتا ہے کہ کچھ یونین کونسلوں کا شیڈول ہی لیٹ ہو جائے کیونکہ ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ کچھ یونین کونسلیں جو limitations کی وجہ سے legal process میں آ جاتی ہیں ان کے شیڈول لیٹ ہو جاتے ہیں۔ یہ بات اس سے related نہیں تھی لیکن میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے حکومتی بنچوں کے گوش گزار کیا ہے کہ ان چیزوں کو بھی تھوڑا سا consider کریں۔ آپ یونین کونسلوں کی لسٹ منگوائیں کیونکہ انہوں نے formation دے دی ہے کہ دس سے پندرہ ہزار آبادی کی ایک یونین کونسل ہے۔ اگر کوئی یونین کونسل بیس سے پچیس ہزار آبادی کی ہے تو اس کو دو حصوں میں یہ تقسیم کر سکتے ہیں۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ Local Bodies میں آپ ایک بنیادی چیز کو مدنظر رکھیں کہ ہم عام آدمی کو کس طرح آسان رسائی اور اس کے لئے آسانیاں پیدا کر سکتے ہیں؟

بلوچستان کی مثال ہمارے سامنے ہے اور آپ دیکھیں کہ وہاں مسلم لیگ(ن) کی گورنمنٹ تھی لیکن میں بد قسمتی سمجھتا ہوں کہ اس وقت اُدھر majority میں آزاد ممبر زآرہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچستان میں مسلم لیگ(ن) کی حکومت نہیں ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! Coalition گورنمنٹ ہے۔ میں آج بھی یہ بات گارنٹی سے کر رہا ہوں کہ اگر یہ زیادتی یہاں ختم نہ ہوئی تو اِدھر بھی زیادہ تر آزاد ہی آئیں گے کیونکہ rural پنجاب کے حالات کے متعلق آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے کہ وہاں delimitations کے نام پر بہت زیادتیاں ہورہی ہیں۔ اس کے علاوہ میں ایک اور گزارش آپ سے کروں گا کہ ایلکشن میں ریٹرننگ آفیسر کا بہت اہم role ہوتا ہے۔ ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر تک ریٹرننگ آفیسر لگ چکے ہیں۔ ہماری یہ تجویز ہے کہ آپ ایلکشن کمیشن کے پاس جائیں اور کہیں کہ عدلیہ کے ذریعے یہ ایلکشن کروائیں۔ ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر یا تحصیلدار اگر ریٹرننگ آفیسر ہوں گے تو پھر وہی پٹواری کلچر اور تھانہ کلچر شروع ہو جائے گا۔ ہم ان چیزوں سے آپ کو بھی بچانا چاہیں گے کیونکہ آپ کے پاس absolute majority ہے لہذا آپ اس کا فائدہ اٹھائیں تاکہ آنے والے دنوں میں یہ قوم، یہ صوبہ اور اس ملک کے لوگ اچھے الفاظ میں آپ کو یاد کریں۔ میری آپ اور رانا صاحب سے بھی یہی گزارش ہے کہ ان چیزوں سے اپنا اور ایوان کا وقت ضائع نہ کریں اور ان چیزوں کو گفتن، نشستن، برخاستن والی بات تک محدود نہ رکھیں بلکہ seriously action لیتے ہوئے ان چیزوں کو consider کریں۔ میرے خیال میں ان کی گورنمنٹ ہے لہذا ان کو کوئی فرق نہیں پڑے گا اس لئے اس بلدیاتی ایلکشن میں بھی ہمارا "بلے" اور ان کے "شیر" کا انشاء اللہ اچھا اور صحت مند مقابلہ ہوگا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر اور دوسرے معزز ممبران نے اس ترمیم پر بات کی ہے اور بالکل ماضی کی طرح ترمیم کچھ اور اس پر تقاریر کچھ اور کی ہیں۔ ایلکشن کمیشن کے ساتھ پنجاب گورنمنٹ کی discussion ہوئی جس کے نتیجے میں ان کی instructions کے تحت یہ چند amendments کی گئی ہیں۔ اب ان amendments پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے ترمیم یہ پیش کی ہے کہ ان amendments کو مشتہر کر دیا جائے اور عوام سے اِن کے اوپر 31۔ دسمبر تک رائے لے لی جائے۔ انہوں نے جو تقاریر فرمائی ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں کہ وہ اس amendment سے متعلقہ نہیں تھیں۔ اپوزیشن لیڈر کا یہ

کہنا کہ ہماری ترامیم کوbulldozeکیا گیااور جلد بازی میں لوکل گورنمنٹ بل کو پاس کیا گیا جبکہ پورا معزز ایوان اس بات کا گواہ ہے اور محترم اپوزیشن لیڈر اس بات کی تردید نہیں کر سکیں گے کہ اس Billکو جب ایوان میں layکیا گیا تو اسی دن سپیشل کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس ایوان میں تین ہفتے تک اس Bill پر discussion ہوئی ورنہ خیبر پختونخواہ میں دیکھیں کہ وہاں کیا ہوا ہے؟ وہاں جس دن Bill پیش ہوا اسی دن تمام rules relaxہوئے اورBill کو پاس کر دیا گیا۔ سندھ میں یہ ہوا کہ ایوان میں Bill lay ہوا، تمام rules کو relaxکیا گیا اورBill کو پاس کر دیا گیا۔ یہاں اس معزز ایوان میں آپ کے سیکر ٹریٹ کا ریکارڈ گواہ ہے کہ تقریباً ستّر کے قریب ممبران نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر اس Bill کے اوپر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ سپیشل کمیٹی کی جو meetings ہوئی ہیں ان میں کبھی کبھی اپوزیشن لیڈر بھی تشریف لاتے رہے ہیں تو سات سات گھنٹے تک سپیشل کمیٹی کی meetings ہوئی ہیں اور ڈاکٹر صاحب بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے۔ اگر وہ سات گھنٹے میٹنگ ہوئی ہے تو میں بھی سات گھنٹے وہاں موجود رہا ہوں۔ ہم نے ان کی تمام باتیں سنی ہیں اور تمام باتیں سننے کے بعد جو Bill ہم نے اس معزز ایوان میں پیش کیا تھا، اس کے بعد سپیشل کمیٹی سے جو بل پاس ہو کر آیا ہے، اس میں آپ فرق دیکھیں کہ کتنی ترامیم ہیں جنہیں سپیشل کمیٹی میں حکومت نے concede کیا۔ وہاں پر جب معزز ممبران جو کہ دونوں اطراف سے تھے اور وہاں پر کوئی تفریق نہیں تھی کہ اپوزیشن سے کون ہے اور treasury سے کون ہے، وہاں پر جو جو تجویز آئی اسے accept کیا گیا۔

جناب سپیکر! اس حد تک کہ یونین کونسل کا تصور صرف دیہی علاقوں میں تھا شہر میں نہیں تھا۔ وہاں پر معزز ممبران کی یہ تجویز آئی کہ بڑے شہروں میں بڑے حلقے ہیں جیسے لاہور میں یونین کونسل کی 35 سے 40 ہزار کی آبادی ہے تو وہاں پر single ممبر grass roots level تک لوگوں کو رسائی نہیں دے سکے گا اس لئے یہاں پر بھی یونین کونسل کا system لایا جائے۔ سپیشل کمیٹی کی recommendation پر اسے opt کیا گیا اس کے باوجود یہ فرما رہے ہیں کہ "ہمیں سنا نہیں گیا، ہمیں bulldoze کر دیا گیا" بلکہ اپوزیشن لیڈر صاحب یہ بات کرتے ہیں کہ رانا صاحب نے باہر یہ بات کی تھی اور فلاں جگہ پر وہ بات کی تھی، اگر میں یہ بات کرنے لگوں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ etiquettes کے خلاف ہے کہ آپ میں سے دوستوں نے کہاں پر کیا بات کی اور کہاں پر کیا بات نہیں کی۔ جس دن سپیشل کمیٹی کا آخری اجلاس تھا تو میں نے اس میں ان سے عرض کیا کہ دیکھیں آپ کی اتنی ترامیم کو ہم نے concede کیا ہے اور اب آپ کو چاہئے کہ اس پر ہمارے ساتھ اتفاق کریں تو ان کا یہ کہنا تھا کہ دیکھیں

ہم نے اپوزیشن کرنی ہے اور ایوان میں جا کر بات کرنی ہے تو آپ اس بات کے اوپر ہمیں مجبور نہ کریں یعنی یہ بات تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! شروع سے ان کا یہ روّیہ ہے۔ جب delimitation ہوئی تو انہوں نے پریس کانفرنس کی، شور مچایا اور کہا کہ دیکھیں جی delimitation تو انہوں نے اپنے ایم این اے اور ایم پی ایز کو بٹھا کر کی ہے اور بٹھا کر انہیں پنسل دے کر کہا ہے کہ آپ لکیریں لگائیں اور اس طرح سے حلقے بنائیں اور اس کے بعد وہ delimitation آویزاں کر دی گئیں۔ بھئی اگر آپ کی بات سچی ہے اور ہم نے تمام delimitation ڈی سی اوز اور اے سی وغیرہ کے ساتھ بیٹھ کر بنائی ہے تو پھر تو وہی رہنی چاہئے تھی ناں۔ تقریباً سات ہزار اعتراضات اس delimitation پر ہوئے جو پہلی stage کے اوپر ہوئی تھی۔ ان سات ہزار اعتراضات میں سے میرے اپوزیشن کے ان بھائیوں کو توفیق نہیں ہوئی کہ یہ اس process میں حصہ لیتے۔ انہوں نے delimitation کے process میں حصہ لیا اور نہ ہی جب delimitation کرنے کے بعد delimitation authorities نے وہ لسٹیں اپنے دفاتر کے باہر آویزاں کیں تو انہیں دیکھنے کا وقت نکالا بلکہ صرف پریس کانفرنس کی کہ یہ دیکھیں کہ یہ تو سارا کچھ انہوں نے خود بنا دیا ہے۔ اگر ہم نے خود بنا دیا تھا تو تقریباً سات ہزار کے قریب ان پر اعتراضات کیسے file ہوئے؟ میرے پاس یہ ریکارڈ ہے کہ تقریباً ساڑھے پانچ ہزار اعتراضات کو accept کیا گیا۔ یا تو ان کی بات پہلے غلط تھی یا پھر بعد میں غلط ہے یعنی کسی delimitation کے کسی process میں ابھی تک انہوں نے حصہ نہیں لیا۔ بس صرف یہ ہے کہ پریس کانفرنس، statement اور یہ ہو گیا وہ ہو گیا کی حد تک ہے۔

جناب سپیکر! اب بھی یہاں پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کتنا کہا ہے کہ جی empower نہیں کیا جا رہا، انہیں کوئی powers نہیں دی جا رہیں۔ جس دن یہ Bill lay ہوا اس دن سے یہ فرما رہے ہیں کہ empowers کریں، انہیں powers دیں لیکن آج تک انہوں نے ایک power کا ذکر نہیں کیا کہ جی یہ powers آپ نے انہیں دی ہیں۔ باقاعدہ بل میں پورا ایک chapter ہے کہ یہ یہ یونین کونسل کی powers ہیں، یہ میونسپل کمیٹی کی powers ہیں، یہ ضلع کونسل کی powers ہیں، یہ میونسپل کارپوریشن کی powers ہیں اور یہ میٹروپولیٹن کے ایوان کی powers ہیں۔ انہوں نے ایک لائن کی کوئی بات نہیں کی کہ آپ نے یہ powers دی ہیں تو آپ یہ powers بھی دیں۔ انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی آج کی اور نہ اس سے پہلے کی ہے۔ بس صرف یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ انہیں powers دیں، انہیں powers دیں۔ بھئی جو powers دی گئی ہیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں

کوئی کمی ہے تو آپ باقاعدہ ان powers کا ذکر کریں کہ انہیں Financial Autonomy دیں اور اس کے لئے باقاعدہ آپ ترامیم لے کر آئیں لیکن انہوں نے آج تک اس حوالے سے کوئی ترمیم پیش نہیں کی۔

جناب سپیکر! اب انہوں نے جو باتیں کی ہیں کہ اس میں یہ بھی خرابی ہے اور یہ خرابی ہے اور فلاں ہے تو مثال کے طور پر یونین کونسل میں چھ جنرل کونسلرز ہیں، دو خواتین کی سیٹیں ہیں تو خواتین کی سیٹیں بڑھانی چاہئیں۔ انہیں یہ علم نہیں کہ جنرل کونسلرز کی چھ سیٹوں پر بھی خواتین حصہ لے سکتی ہیں اور خواتین کو روکا نہیں گیا کہ وہ صرف ان دو سیٹوں پر ہی حصہ لے سکتی ہیں۔ اگر وہ جنرل کونسلرز کی چھ سیٹوں پر بھی حصہ لینا چاہیں تو وہ حصہ لے سکتی ہیں۔ اگر وہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا الیکشن بھی لڑنا چاہیں تو وہ بھی لڑ سکتی ہیں اور اسی طرح سے اقلیتوں کو بھی ان سیٹوں پر حصہ لینے سے روکا نہیں گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر انہیں Bill میں یا ان ترامیم میں کوئی بھی ایسی چیز نظر آتی ہے کہ وہ اس طرح سے نہیں بلکہ اس طرح سے ہونی چاہئے تھی تو انہیں چاہئے تھا کہ آج ایک counter amendment پیش کرتے۔ Bill میں جس طرح سے یہ ساری کی ساری ترامیم حکومت نے پیش کی ہیں تو ان کی طرف سے کوئی ترمیم نہیں ہے لہذا انہیں چاہئے تھا کہ یہ اس کے مطابق ترامیم لاتے اور اس کے مطابق بات کرتے کہ ہماری بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں اس طرح سے تبدیلی لائی جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے صرف حسب روایت بات کی ہے اور اس ترمیم سے متعلق کوئی بات نہیں کی اس لئے اس ترمیم پر ان کے اعتراض کو rule out کیا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan

Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary. Any mover except the one who has moved or discussed the earlier motion may move it.

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، محترم! آپ تشریف رکھیں۔ اس Bill پر اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ورگرنہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ملے گا۔ اس کے بعد بات ہو سکتی ہے۔

MS SHUNILA RUTH: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:-
>
> 1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
> 2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
> 3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
> 5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
> 6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
> 7. Mrs Raheela Anwar, MPA
> 8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:-

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-Ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR ACTING SPEAKER: Opposed.

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آج لوکل گورنمنٹ بل پر جو بحث ہو رہی ہے اس حوالے سے میں سمجھتی ہوں کہ یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ ہم اس بل کو Select Committee کے سپرد کریں تاکہ جو اعتراضات ہوئے ہیں، جو ترامیم آئی ہیں اور معزز ممبران نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ان کو دوبارہ سے review کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی important area ہے اور ہم Local Government Body جو کہ third tier of Government کو بنانے جا رہے ہیں اس کے لئے ہمیں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ پہلے بھی دیکھا کہ ہم نے جلد بازی کی اور بہت مشکلات کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ پنجاب اسمبلی میں بہت سی چیزوں کو bulldoze کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہم اس کو ذرا تسلی سے دیکھیں، اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ ان تمام باتوں کو ایک دفعہ پھر سے review کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ بل 13th amendment کے مطابق آرٹیکل 140(A) کی بالکل نفی کرتا ہے۔ اس میں جو چیزیں نہیں ہیں ہم اس کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ Political Authority اور Administrative Authority, Financial Authority اس بل میں منتقل نہیں ہو رہی ہیں۔ ہم لوگوں کو empower نہیں کر رہے ہیں، ہم لوگوں کی کیا بہتری کر رہے ہیں؟ ہم ایک الیکشن کرانے جا رہے ہیں جس میں لاکھوں، کروڑوں روپے خرچ ہوگا اور جو لوگ یونین کونسل کی سطح پر الیکشن لڑ رہے ہیں وہ غریب لوگ ہیں۔ ان کے لئے دس ہزار روپیہ، بیس ہزار اور

پچاس ہزار روپے خرچ کرنا بہت معنی رکھتے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ یہ کیا مذاق کرنے جارہے ہیں؟ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس بل کو review کریں اور اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ Authorities بہت اہم ہیں جو آپ نے لوکل باڈیز کے elected members سے چھین لی ہیں اور Punjab Local Government Commission کے حوالے کر دی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور لوگوں کو empower کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ جو elected members ہیں یہاں تک کہ میئرز اور چیئرمین کو بھی پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن جب دل چاہے برطرف کر سکتا ہے۔ یہ تو پھر ان کے ملازم ہوئے، پھر الیکشن کرانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر بعد میں منتخب نمائندوں کو dismiss ہی کرنا ہے تو گورنمنٹ پھر کمیشن کو ہی nominate کر دے۔ یہ تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی سروس ڈیلیوری سسٹم بنایا جارہا ہے اس میں کوئی empowerment نہیں ہو رہی ہے، پھر delimitation کے حوالے سے بھی میں سمجھتی ہوں کہ یونین کونسل کا سائز کئی جگہوں پر تو بہت بڑا اور کئی جگہوں پر بہت چھوٹا ہے۔ کئی جگہیں ایسی ہیں جہاں تعداد تیس ہزار ہے اور کسی یونین کونسل میں لوگوں کی تعداد صرف پانچ ہزار ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت ناانصافی ہے لہذا اس کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! Minorities اور women بہت کمزور طبقات ہیں۔ جو کمزور طبقات ہوتے ہیں ان کو ذرا زیادہ مراعات دینا پڑتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم نے خواتین کے ساتھ بھی بہت زیادتی کی ہے۔ ہم نے ہر اس چارٹر کو sign کیا جہاں ہم نے یہ کہا کہ ہم خواتین کو empower کریں گے۔ آرٹیکل 23 بھی اس بات کی تلقین کرتا ہے لیکن ہم نے یہاں پر صرف اٹھارہ یا بیس کے درمیان نمائندگی دی ہے۔ ہم کیوں خواتین کو empower نہیں کرتے؟ خواتین زیادہ سنجیدگی سے کام کرتی ہیں، وہ زیادہ commitment سے کام کرتی ہیں اور زیادہ honest ہوتی ہیں۔ آپ دیکھ لیں جہاں جہاں، جس جس ادارے میں خواتین تعینات ہیں وہ ادارے بڑے خوبصورت اور احسن طریقے سے چلتے ہیں۔ میں اس بات پر دوبارہ زور دیتی ہوں کہ خواتین کی 33 فیصد نمائندگی لوکل باڈی سسٹم میں بہت اہم ہے۔ میں Minorities کے بارے میں کہوں گی کہ اس حوالے سے بھی بہت زیادتی کی گئی ہے۔ ابھی میرے بھائی نے بھی اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ایک بے چارہ غریب minority، لیبر یا یوتھ جس کے پاس پیسوں کی کمی ہوتی ہے وہ بھی چیئرمین اور وائس چیئرمین کی طرح ہی پوری یونین کونسل میں الیکشن

لڑے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی discrimination ہے۔ان کے لئے بھی کوئی ایسا وارڈ سسٹم بنایا جائے تاکہ یہ بھی اس طرح سے الیکشن لڑ سکیں۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ جو ہمارے نمائندے منتخب ہوکر آتے ہیں یہ ان کے fundamental rights کی نفی ہے اگر ہم ان سے یہ rights لے لیتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے reserve seats کے نمائندوں کو elect نہ کریں تو یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے اور اس پر بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ لوکل باڈی بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ میں پولنگ سٹیشن کی بات کروں گی کہ خاص طور پر دیہاتوں میں جہاں پر سکول وغیرہ نہیں ہوتے وہاں candidates کے گھروں میں،اُن کے رشتہ داروں یاان کے جاننے والوں کے گھروں میں پولنگ سٹیشن نہ بنائے جائیں تاکہ وہ اس کو influence نہ کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ ریٹرننگ آفیسر حکومت کے employees نہیں ہونے چاہئیں بلکہ ان کا تعلق جوڈیشری سے ہونا چاہئے اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ ان تمام باتوں کی روشنی میں اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی اور بات کرنا چاہتا ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بات کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!یہاں پر بار بار بات ہو رہی ہے empowerment کی تو میں سمجھتی ہوں کہ 18th Amendment جو کہ 2010 میں کی گئی تھی اس کے بعد بے تحاشا powers Centre سے Province کو devolve کی گئی تھیں۔اس وقت یہ ہونا چاہئے تھا کہ صوبائی حکومت بھی اپنا دل تھوڑا سا بڑا کرتی اور اس کو جو سنٹر سے additional powers ملی تھیں یہ اس کو لوکل سطح پر devolve کرتی۔یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی powers لوکل level پر devolve نہیں کرتا۔اس وقت ہماری عوام جن مشکلات سے دوچار ہے گورنمنٹ کا کام یہ تھا کہ ان کو door step پر relief دیتی اور یہ اسی صورت میں possible تھا جب لوکل باڈیز effective ہوتیں۔ بار بار لاء منسٹر صاحب اس بات کا ذکر کر رہے ہیں کہ ہم لوگ ان کو یہ نہیں بتا رہے ہیں کہ وہ کون سی powers ہیں جبکہ ہم لوگوں نے پچھلی بحث میں بھی بتایا تھا اور آج بھی میں ان powers کو دوبارہ سے دہرا دیتی ہوں۔ میں لاہور کی مثال دے کر کہہ دیتی ہوں کہ اس لاہور

میں انہوں نے جو different Authorities بنائی ہوئی ہیں جن میں Walled City Authority ہے، سلاٹر ہاؤس کا چارج ہے، پی ایچ اے ہے اور Parking Authority ہے۔یہ ساری Authorities لوکل گورنمنٹ کی jurisdiction میں آتی تھیں لیکن ان سب کو separate کر دیا گیا ہے اور اب یہ لوکل باڈیز کے پاس نہیں ہیں۔لوکل باڈیز کے پاس financial powers نہیں ہیں اس کے لئے ایک کمیشن بنا دیا گیا ہے اور اس کے اندر parliamentarians کو involve کیا گیا ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ parliamentarians کا کام صرف اور صرف legislation اور over sight کرنا ہے۔ ہمیں یہ تین چار مہینے ملے تھے ہم نے بل پاس ہونے کے بعد عوام کا ردعمل دیکھا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بل کسی طرح سے بھی عوام میں popular نہیں ہے اس پر بہت سے تحفظات ہر سطح پر پائے جا رہے ہیں۔ ہم ہر روز اخبار دیکھتے ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جو استاد ہیں وہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی سے بالکل مطمئن نہیں ہیں۔وہ اپنے مطالبات لے کر آج بھی سڑکوں پر موجود ہیں کہ اس اتھارٹی کو ختم کیا جائے کیونکہ یہ ان کے حقوق کی پامالی ہے۔باقی ساری باتیں تو میرا خیال ہے کہ ہو چکی ہیں اس لئے میں نے تھوڑی سی وہ مثالیں دی ہیں جو لاء منسٹر صاحب کا سوال تھا۔اس پر مزید غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے اس لئے اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جو amendments ہماری جانب سے move ہوئی ہیں ان پر بات کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محترم لاء منسٹر نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا ہے کہ ہم irrelevant باتیں کر رہے ہیں۔ان سے میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو گل اس ایکٹ کے اندر کھلائے ہیں ہم نے اسی کو discuss کرنا ہے اور اسی کی flaws کو identify کرنا ہے۔ ہم نے ان کی زبان نہیں بولنی اور ہم نے اپوزیشن کا role play کرنا ہے۔یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اس کے اندر موجود flaws کو identify کریں۔اس سے پہلے انہوں نے جو Bill سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا، آپ بھی جانتے ہیں اور ہم بھی جانتے ہیں کہ اس پر سپیشل کمیٹی نے کتنا کام کیا، سارے فیصلے رائیونڈ میں بیٹھے ہوئے پاکستان کے شہنشاہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ amendment پر بات کریں،ذاتیات پر بات نہ کریں۔آپ اس amendment پر بات کریں۔۔۔اجلاس کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!یہ سارے فیصلے وہاں سے ہوکر آتے ہیں لیکن میری یہ تجویز ہے کہ آپ اسے Select Committee کے سپرد کرکے بھی دیکھ لیں۔ان کو بھی تھوڑا سا موقع دیں شاید پنجاب کے عوام پر یہ جو ایکٹ مسلط کیا جارہا ہے اس کے اندر ہم تھوڑی بہت بہتری کر سکیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Bill کو اس ایوان نے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا ہے اور سپیشل کمیٹی نے پوری تسلی سے اپنے اجلاس منعقد کئے۔اس میں اپوزیشن کے ممبران بھی موجود تھے اور انہوں نے پورے غور وخوض کرنے کے بعد اس Bill کو clear کرکے معزز ایوان میں بھیجا ہے۔اسے دوبارہ سے Select Committee کے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31-12-2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA"

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government amendment Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into the consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA. He may move it.

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب کی ترامیم in time نہیں ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری یہ ترامیم in time جمع کرائی گئی ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ ٹائم پر نہیں ہیں۔

I have been told that the agenda has been circulated and I think this is not fair. Why are they afraid of taking my amendments? They should take these amendments morally.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس دن ایوان میں اس Bill کی رپورٹ lay ہوئی تھی تو اس کے بعد rules کے مطابق ایک میعاد ہوتی ہے۔ rules کے مطابق ریکارڈ میں ہر چیز موجود ہے آپ وہ وٹو صاحب سے شیئر کر لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ ایکٹ میں ترمیم نہیں ہے لیکن اس میں کمیٹی کی طرف سے جو proposals آئی ہیں ان میں amendment ہے۔

They can't bulldoze my amendments. They should be brave enough to listen, what I have moved. This is the part of the agenda. You can't just throw it into the basket.

MR ACTING SPEAKER: If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved.

تو اس میں سب clear ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر اس میں کوئی amendment آ ہی گئی ہے تو اب رانا صاحب اسے oppose کر رہے ہیں۔ یعنی یہ technical چیز کا سہارا لے کر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے تو rule کے مطابق چلنا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب! فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اور معزز ممبر کو بھی یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ ان کی یہ ترمیم under میعاد نہیں ہے۔ اگر اس کے بعد قائد حزب اختلاف آپ سے request کرتے ہیں کہ آپ اپنے صوابدیدی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے انہیں move کرنے کی اجازت دیں تو وہ اور بات ہے لیکن وہ کم از کم اس بات کو تو تسلیم کریں کہ انہوں نے amendment under time move نہیں کی جو کہ Under Rule(105) sub-2 ہے۔ اگر ان کے پاس book ہے۔ تو اس rule کو پڑھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے rules پڑھ کر ان کو بتا دیئے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! rule(105) میں ایسا نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rule(105)sub-2 میں دو دن کا clear لکھا ہوا ہے۔ اب یہ oppose ہو چکی ہیں اور اگر کوئی oppose نہ کرتا پھر تو ٹھیک تھا۔ یہ oppose ہو چکی ہیں لہذا یہ time barred ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ Rule(105) کی sub-clasue-2 پڑھیں۔

MIAN KHURRAM JAHANGIR WATTOO: Mr. Speaker! Such amendment to the Bill is within the scope and relevant to the subject matter of the Bill. Now, how can they oppose this amendment. You know.

یہ ایجنڈے پر موجود ہے اور rules(105) subclause-2 کیا کہتا ہے۔

"If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days…"

So it has been accepted by your Honourable Assembly. That's why this is on the agenda. Now, if you have a moral courage. I would request honourable Mr Speaker.

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اگر اس پر objection نہ ہوتی تو consider ہو سکتی تھی لیکن اب انہوں نے اس پر اعتراض کیا ہے تو میں اس کو کیسے consider کر سکتا ہوں؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ rule(105) کے تحت جمع ہو کر اسمبلی اجلاس کے ایجنڈے پر آ چکی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں rules سے ہٹ کر بات نہیں کر سکتا۔ میں معذرت کرتا ہوں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ ہماری اس amendment کو bulldoze کرنے کے مترادف ہے اور ان میں ہمت نہیں ہے کہ وہ اس amendment کو تسلیم کریں۔ اگر رانا صاحب کے پاس اخلاقی جرأت ہے تو وہ اسے move کرنے کی اجازت دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!
وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس قسم کی یہ گفتگو فرما رہے ہیں میں اس کا جواب بہت اچھی طرح سے دینا جانتا ہوں۔ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ moral courage کے معنی کیا ہیں؟یہ moral courage کے لفظ سے آشنا نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے دو clear days میں اپنی amendments دینی تھیں اور Rules کے مطابق جو requirement ہے اس کے اندر انہوں نے نہیں دی اور اس کے بعد دی ہیں۔ اب قائد حزب اختلاف اس بات کو تو تسلیم کریں کہ انہوں نے یہ within time نہیں دی۔ جس date کو انہوں نے جمع کرائی ہے وہ آپ دیکھ لیں۔ اگر اس کے بعد قائد حزب اختلاف request کرتے ہیں تو پھر آپ اس کو تسلیم کر لیں لیکن کم از کم جو ایک ریکارڈ کی حقیقت ہے اس کو تسلیم تو کریں۔
میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اگر میں نے amendment ٹائم پر نہیں دی تو یہ ایجنڈے پر کیوں لائی گئی؟ مجھے clear cut بتا دیا جائے کہ۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!اگر اس پر objection نہ ہوتا اور اگر کوئی اس پر objection نہ کرتا تو پھر آپ کی یہ amendment consider کی جاتی۔اب اس پر objection ہو گیا ہے تو لہذا ہم Rules کے مطابق چلیں گے۔
وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!
وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اب آپ ان کو سمجھا دیں کہ جو معزز ممبر بزنس دے گا وہ ایجنڈے پر آئے گا اور یہاں پر objection ہو گا۔وہ سیکرٹریٹ میں kill نہیں ہو گا۔

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MIAN KHURRAM JAHANGIR WATTOO: Sir, I have an amendment on it. This is really unfair.

آپ یہ بہت زیادتی کر رہے ہیں، آپ میری ترامیم کو اس طرح سے bulldoze نہیں کر سکتے۔

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad

Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I move:

"That in Clause 7 of the Bill, para (a), be omitted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 7 of the Bill, para (a), be omitted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس ترمیم کو شامل نہ کرنے میں عوام سے اور عوام کے فیصلوں سے خوف صاف ظاہر ہے، حکومت کی performance عوام کے سامنے ہے۔ لوگوں کے پاس ایک حق تھا کہ وہ جو ہماری reserve seats ہیں ان پر عام جنرل کونسلر، ہماری سپیشل سیٹ کی خواتین، ہماری یوتھ کے لوگ، ہماری لیبر ووٹ دیں مگر اس clause کے ذریعے ان سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔ اب وہی چھانگا مانگا کا پرانا تجربہ، وہی پرانی تاریخ دُہرائی جا رہی ہے۔ تھوڑے سے چیئرمین ہوں گے جن کو آسانی سے خرید لیا جائے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عوام کا حق ہے، عوام کے نمائندوں کا حق ہے کہ سپیشل سیٹ سے جو لوگ آئیں، ان کو جو ہمارے پاس electoral college ہے جو ہم نے بل پاس کیا تھا اس میں یہ حق دیا گیا تھا کہ سپیشل سیٹوں پر ہمارے تمام وہ لوگ جو یونین کونسل میں جنرل کونسلر کے طور پر جیتے ہیں، خواتین کی سیٹ پر جیتے ہیں، یوتھ کی سیٹ پر جیتے ہیں یا کسان کی سیٹ پر جیتے ہیں، ان کو ووٹ کا حق دیا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس clause کے ذریعے وہ معزز ممبر جو عوام کے ووٹ لے کر آئیں گے ان کا right of vote چھیننا بہت بڑی زیادتی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے جمہوریت کو بہت بڑا دھچکا لگے گا۔ جب چیئرمین رہ جائیں گے، بہت تھوڑے سے لوگ ہوں گے تو سودے بازی آسان ہو گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس clause کا مقصد یہی ہے کہ خرید وفروخت آسانی سے ہو جائے اور عوام کا جو بھی

فیصلہ ہوا ان reserve seats کے بارے میں، چونکہ انہوں نے آگے میئر اور ڈپٹی میئر کے لئے ووٹ کرنا ہے۔ اگر تمام تر دھاندلیوں کے باوجود معاملات حل نہ ہو سکیں تو ایک اور cushion رکھا گیا ہے، ایک اور safety wall لگایا گیا ہے کہ یہاں چیئرمین کو خرید لیا جائے اور جو لوگ reserve seat پر آنے ہیں ان کو اپنی مرضی سے منتخب کروایا جائے اور آگے عوام کا فیصلہ تبدیل کرنے میں میئر یا ڈپٹی میئر کے الیکشن میں آسانی ہو اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس معزز ایوان نے جو لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا تھا اس میں ترمیم کرنے کا مقصد سوائے بدنیتی کے اور کچھ نہیں ہے لہذا میری التماس ہے کہ جس طرح ہم نے بل پاس کیا تھا، جو حق ان لوگوں کو دیا تھا جو عوام کے direct نمائندے ہیں ان کا حق نہ چھینا جائے اور ان کو ان کے ووٹ کا حق دیا جائے تاکہ اس الیکشن میں کسی قسم کی خرید وفروخت، کسی قسم کی بد دیانتی نہ ہو اور یہ ایکٹ کسی حد تک تو credible رہے۔ باقی اس میں رہا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس میں جو ترمیم کی گئی ہے یہ بے ایمانی اور بدنیتی کے علاوہ کچھ نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نہیں ہونی چاہئے۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی منتخب لوگ ہیں ان سب کو ووٹ کی اہمیت کا پتا ہے اگر ہم سے وزیر اعلیٰ اور سپیکر کے انتخاب کا حق چھین لیا جائے تو ہماری کیا حیثیت رہ جائے گی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بھی ممبر یونین کونسل میں منتخب ہو اس کو کم از کم reserve seat پر الیکشن کے لئے ووٹ دینے کا حق دیا جائے۔ شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو marginalized groups ہوتے ہیں یا جو کمزور طبقات ہوتے ہیں ان کو empower کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ الیکشن میں جو کمزور طبقات ہیں جس میں خواتین ہیں، اقلیتیں ہیں، لیبر کلاس ہے اور یوتھ ہے اس سے آپ نے ووٹ کا حق چھین لیا ہے، یہ سراسر زیادتی ہے۔ وہ ووٹ لے کر آئے ہیں، وہ اپنی یونین کونسل میں جیتے ہیں اور آگے ان کو ووٹ دینے کا حق ہے ان کو یہ حق دیا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو پاکستان کے برابر کے شہری سمجھیں۔ اقلیتیں تو پہلے ہی یہ سمجھتی ہیں کہ پاکستان کی ریاست ہمیں اپنا حصہ ہی نہیں سمجھتی اس طرح سے آپ ان کا حق چھین کر ان کو ایک دفعہ پھر دیوار کی طرف دھکیل رہے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ marginalized groups کو empower کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہم ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں پر ہمارے مسلمان بھائی majority میں رہتے ہیں۔ خواتین بھی کمزور طبقات میں آتی ہیں اس لئے کمزور نہیں ہیں کہ یہ خواتین ہیں بلکہ ان کو یہ باور کروایا جاتا ہے کہ آپ کمزور ہیں لیکن میں آپ کو یہ بتادوں کہ

خواتین جب کوئی کام یا ذمہ داری لیتی ہیں تو اس کو بہت خوش اسلوبی، محنت، commitment and devotion کے ساتھ پورا کرتی ہیں لہذا میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان سے یہ استدعا کرتی ہوں کہ اقلیتوں اور باقی marginalized groups کو ان کا حق دیا جائے اور اس سے ان کو محروم نہ کیا جائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ اگر سارے ممبران وائس چیئرمین اور لوکل باڈیز کا جو پورا پینل ہے وہ ووٹ لے کر، پوری محنت کر کے الیکشن جیت کر بنتے ہیں تو ان کو ووٹ دینے کا حق کیوں نہیں دیا جا رہا؟ مجھے کوئی ایسا جواب دیں جس سے میں مطمئن ہو سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی اور اس پر بات کرنا چاہتا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے بس مختصر سی بات عرض کرنی ہے کہ ہماری طرف سے جو مطالبہ ہے وہ genuine ہے اور یہ جو کونسلر منتخب ہو کر آئیں گے ہمیں ان کو اتنا اختیار تو دے دینا چاہئے کہ جو reserve seats پر اور Upper House سے لوگ منتخب ہونے چلے ہیں یہ اس کے لئے بھی ووٹ کر سکیں اتنا تو ان کو اختیار دے دیا جائے۔ کیا انہیں بالکل ہی نہتا کر کے رکھ دیں گے اور ان کی کوئی وقعت نہیں ہو گی؟ یہ درست نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ترمیم دی گئی ہے اس کو کھلے دل سے قبول کریں اس سے انشاء اللہ بہتری ہو گی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے جن معزز ممبران نے بات کی ہے میں انہیں یہ عرض کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ معاملہ آسانی کے لئے ہے، یعنی ایک ڈسٹرکٹ کونسل یا ایک کارپوریشن ہے تو اس میں جو یونین کونسل سے چیئرمین منتخب ہو کر آئیں گے، مثال کے طور پر وہاں پر سو یونین کونسلیں ہیں ان سو ممبران نے وہاں پر دس یا پندرہ reserve seats کے لوگوں کو منتخب کرنا ہے۔ اس میں کچھ خواتین ہوں گی، اقلیتی ممبران ہوں گے اور اس کے علاوہ انہوں نے میئر یا ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین یا وائس چیئرمین کو منتخب کرنا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ پورے ضلع کا ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین یا کارپوریشن کا میئر تو اس ایوان سے ووٹ لے کر elect ہو گا، جو سو ممبران یونین کونسلوں کے چیئرمین وہاں پر موجود ہوں گے اس کے علاوہ پندرہ ممبران سپیشل سیٹ سے یعنی reserve سیٹ سے ہوں گے۔ اس ضلع کا یا اس کارپوریشن کا میئر یا ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین، ان 115 ممبران کے ایوان سے ووٹ لے کر منتخب ہو

جائے گا لیکن آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو پندرہ reserve seats والے ہیں یہ پورے ضلع سے ان پوری سو کی سو یونین کونسلوں میں سے منتخب ہوں، ہر یونین کونسل کے تیرہ ممبران ہیں اور یہ ٹوٹل کوئی بارہ تیرہ سو ممبران بنیں گے تو یہ reserve seats کے لوگ، وہ خواتین جو reserve seats پر آئیں گی Minorities کے ممبران جو reserve seats پر آئیں گے، لیبر کے لوگ reserve seats پر آئیں گے۔ آپ اس ترمیم کی مخالفت کرکے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پورے ضلع سے ووٹ لیں۔ یعنی ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین کارپوریشن کا میئر تو اس ایوان کے ایک سو پندرہ لوگوں سے ووٹ لے کر منتخب ہو جائے لیکن یہ پندرہ لوگ جو reserve seats سے ہیں ان کے متعلق آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پورے ضلع سے بارہ تیرہ سو لوگوں میں پورے ڈسٹرکٹ میں جا کر campaign کریں اور پھر جا کر وہاں سے ووٹ لیں اور elect ہوں۔ یہ ان کے لئے بہت زیادہ مشکل کا باعث بنے گا اور اس طرح سے reserve seats پر منتخب ہونے والے یا الیکشن لڑنے والے مشکل کا شکار ہو جائیں گے۔ جس طرح سے میری بہن نے کہا کہ جو لیبر کے لوگ ہوں گے یا Minorities کے لوگ ہوں گے وہ بہت زیادہ مشکل کا شکار ہو جائیں گے، اس کے علاوہ جب وہ پورے ضلع میں جائیں گے تو انہیں خرچ بھی کرنا پڑے گا۔ اس لئے یہ ترمیم ان کی آسانی کے لئے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is

"That in Clause 7 of the Bill, para (a), be omitted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat,

Mr Zaheer-ud Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar.

Since this amendment is substantly identical to the amendment in Clause 7 which has been lost. Therefore, the same is inadmissible under rule 106(b), 198(4) and is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it…

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! کلاز نمبر 9 میں میری ایک ترمیم تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر objection ہو گیا ہے۔

Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-Ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 12 of the Bill, for sub-section (1) of the proposed Section 22 of the Principal Act, the following be substituted:

(1) The Election Commission shall appoint from amongst the officers of Judiciary, District Returning Officers, Returning Officers and Assistant Returning Officers for the purpose of election under this Act."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 12 of the Bill, for sub-section (1) of the proposed Section 22 of the Principal Act, the following be substituted:-

"(1) The Election Commission shall appoint from amongst the officers of Judiciary, District Returning Officers, Returning Officers and Assistant Returning Officers for the purpose of election under this Act."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کے دونوں سائیڈ پر جو ہمارے معزز ممبران تشریف فرما ہیں، آپ خود بھی اس ایوان کے ممبر ہیں اور اس وقت ایوان کو Chair کر رہے ہیں۔ یہ ترمیم جو پڑھی گئی ہے اس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ کسی ذہن میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اس حوالے سے نیک نیتی کے ساتھ پیش کی گئی ہے، یہ جو ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ جوڈیشری کے ماتحت الیکشن ہوں اور DROs, ROs اور AROs جوڈیشری میں سے لئے جائیں۔ اس پر ہمارا ابھی اطمینان ہو گا، میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ ایوان میں اپوزیشن کی ترامیم قبول ہوتی رہی ہیں۔ ہم نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جب رانا صاحب یہاں اس سیٹ پر ہوتے تھے اور پورے زور شور کے ساتھ وہی باتیں کرتے تھے جو آج ہم کر رہے ہیں۔ انتظامیہ کی کارکردگی کے حوالے سے کم از کم اس الیکشن کے process کے حوالے سے شدید ترین تحفظات ہر دور کے اندر رہے ہیں، اگر اعتماد رہا ہے تو جوڈیشری پر رہا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ماضی میں اسی طرح ضلع لودھراں کے اندر ایک الیکشن ہو رہا تھا، انتظامیہ میں سے ایک آفیسر وہاں پر DRO لگایا گیا تھا۔ اس وقت کے

وفاقی وزیر نے اسے ٹیلی فون کیا اور کہا کہ .I need a majority of ten thousand votes تو اس نے in return ان کو جواب دیا کہ:

This is not my job. This is your job. I will ensure free and fair elections. This is my job.

تو اس پر وفاقی وزیر نے ان سے یہ کہا کہ:

It means you don't intend to stay here in this capacity.

اس نے کہا کہ .My bag is ready

تو تیسرے دن اس کا تبادلہ ہو گیا اور اس کے بعد پھر وہاں پر انہوں نے انتظامیہ کا جو افسر appoint کیا اس نے ٹھیک دس ہزار کی majority اس کو دلوا کر دی۔ اس حوالے سے ہمارے سامنے بے شمار مثالیں موجود ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اگر ایوان اسے قبول کر لے گا تو اس میں عزت ہے اور پنجاب کے عوام کو یہ پیغام جائے گا کہ ہماری اسمبلی کے ممبران جن کو ہم نے قانون سازی کے لئے بھیجا ہے انہوں نے دیانتداری سے اپنے فرائض سر انجام دیئے ہیں۔ حکومتی بنچوں پر ہمارے جو وزراء، بھائی بہن، مرد و خواتین تشریف فرما ہیں ان کی بھی اس میں بڑی عزت ہو گی کہ ایک بہت ہی مثبت چیز آئی اور انہوں نے اسے کھلے دل سے قبول کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس الیکشن کی sanctity کو قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہماری اس ترمیم کو قبول کر لیا جائے۔ اگر یہ انتظامیہ کے ذریعے سے الیکشن کروائیں گے تو پھر من مانے نتائج کی ترسیل شروع ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں شور و غل ہو گا۔ اس کے برعکس اگر یہ الیکشن judiciary کے تحت ہوں گے تو پھر اس قسم کا کوئی شور و غل نہیں ہو گا۔ انتظامی معاملات پر ہمیشہ کچھ اعتراضات آتے رہتے ہیں لیکن پورے الیکشن کی sanctity کے اُوپر کوئی آواز نہیں اُٹھے گی۔ میں آپ کو پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر آپ انتظامیہ کے ذریعے سے انتخابات کرائیں گے تو پھر نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے اندر اس پر اعتراضات اُٹھیں گے۔ الیکشن کی monitoring کرنے والے بین الاقوامی ادارے بھی اعتراضات اُٹھائیں گے کہ یہ انتخابات fair نہیں ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ملک اور صوبہ پنجاب کی بدنامی ہو گی جو کہ اچھی بات نہیں ہے۔ اگر ایک اچھی ترمیم حزب اختلاف کی طرف سے آ گئی ہے تو اس کو کھلے دل سے قبول کر لیں۔ یہ ان اداروں کی sanctity, credibility اور عزت کے حوالے سے بہت ہی اچھا ہو گا۔ ورنہ شور و غل مچے گا اور پھر اس حوالے سے ایک اچھا تاثر نہیں جائے گا۔ میری وزیر قانون سے یہی درخواست ہے کہ جب یہ ترمیم پیش ہو تو ہاتھ نیچے رکھیں اور اس کو منظور ہونے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ الیکشن میں District Returning Officer, Returning Officer and Assistant Returning Officer ہمیں judiciary سے لینے چاہئیں اور ان کی خدمات سے استفادہ کرنا چاہئے۔ بات بڑی سادہ اور مختصر سی ہے کہ جب ہماری delimitations ہوئیں تو ہم نے اپنے انتظامی افسروں کا کردار بڑا بخوبی monitor کیا۔ جب ہمارے اسسٹنٹ کمشنر نے delimitations کیں تو ہم نے بڑے بھرپور طریقے سے اپنے اعتراضات دیئے۔ میں میانوالی کی حد تک بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ ہم نے اپنے اعتراضات خود directly وہاں پر جا کر دیئے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ انہوں نے پہلے جو فہرستیں آویزاں کیں وہ مکمل طور پر غلط تھیں۔ ہم نے اس کی شکایت ڈی سی او میانوالی سے کی۔ اس پر ڈی سی او نے ان کی ڈانٹ ڈپٹ کی، انہیں سمجھایا یا brief کیا اس کے بعد انہوں نے ہم سے تین دن کی مہلت مانگی اور پھر رات کے اندھیرے میں delimitations کرکے فہرستیں آویزاں کر دی گئیں۔ جب ہم دوسری مرتبہ گئے تو انہوں نے کہا کہ اب اس کا وقت گزر چکا ہے۔ آپ ڈی سی او میانوالی سے جا کر اس کی شکایت کریں۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے کیونکہ ہمیں ایک procedure کا پتا تھا۔ ہم judiciary کو اس الیکشن میں کیوں involve کرنا چاہتے ہیں میں یہ اس کی وجوہات اور background بتا رہا ہوں۔ ہمیں اس بات کا علم تھا کہ اب ہمیں ڈی سی او میانوالی، پھر کمشنر سرگودھا کے پاس جانا ہے اور اگر وہاں پر بھی ہماری شنوائی نہ ہوئی تو پھر ہمیں ہائیکورٹ جانا ہوگا۔ چنانچہ جب ہم اپنے متعلقہ ڈی سی او کے پاس گئے تو حفظ ماتقدم کے طور پر ہم اپنے lawyers کو ساتھ لے گئے۔ ہم نے سوچا کہ شاید ہم اپنی بات خود صحیح طور پر سمجھا نہ سکیں چنانچہ ہم نے اپنے lawyers engage کئے۔ ہم نے lawyers engage کرنے کے بعد proper petitions دائر کیں۔ اگر کچھ دوستوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ ہم نے اس proper forum پر اپنے cases کو plead نہیں کیا تو یہ درست نہیں۔ ملک احمد خان بھچر کے علاقے واں بھچراں میں ایک انہونی یہ ہوئی کہ 27 ہزار والی یونین کونسل بن گئی۔ اسی طرح کی اور بھی بہت ساری irregularities تھیں۔ جب ان کو clear کرنے کے لئے ہم نے کہا تو ڈی سی او صاحب نے آگے سے ایک ہی بات کہی کہ Sir, I am sorry اب اس سے آپ جو نتیجہ نکالنا چاہیں نکال لیں۔ اس سے آگے میں بات کرنا مناسب سمجھوں گا اور نہ ہی میں اس سے آگے

بات کروں گا۔Keeping in view all these circumstancesہمjudiciaryکی طرف اس لئے دیکھتے ہیں کہ یہ ہمارا ایک بڑاproperادارہ ہے۔

جناب سپیکر! شاید ہمارے کچھ دوست یہ کہیں کہ judiciaryکے پاس تو اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ مقدمات نمٹائیں یا لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کروائیں؟ اس بابت میں پیشگی گزارش کرنا چاہتا ہوں، شاید بعد میں ہمیں وقت نہ ملے کہ آپ judiciaryکو requestکر کے تو دیکھیں۔ اگر آپ کو انکار ہو تو at leastپھر آپ کے پاس پاکستان اور پنجاب کی سطح پر ایک justificationہو گی کہ ہم نے judiciaryکو درخواست کی لیکن اس کے پاس وقت نہیں تھا اور انہوں نے ہماری درخواست کو turn downکر دیا اس لئے ہم ای ڈی او (ڈیری ڈویلپمنٹ)، ای ڈی او (ڈینگی مہم) اور ای ڈی او، ہیلتھ سے الیکشن کروا رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس صورت میں بھی الیکشن میں حصہ لیں گے کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جمہوری processچلتا رہے۔ شاید portraitیہ کیا جاتا ہے کہ ہمارا negative roleرہا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارا بڑا positive roleرہا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے جب صدارتی انتخاب ہوئے تو ہمیں resultکا پتا تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے اس الیکشن میں حصہ لیا۔ کیوں؟ کیونکہ ہم ایک healthy ماحول بنانا چاہتے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس raceمیں شامل رہیں تاکہ یہ چیز international mediaکے سامنے controversialنہ بنے لہذا ہم نے صدارتی الیکشن میں حصہ لیا۔ ہم ہار گئے تو کوئی حرج نہیں۔ جمہوریت میں ہار جیت ہوتی رہتی ہے۔ ہار جیت تو جمہوریت کا part and parcelہے اور یہ جمہوریت کا حُسن ہے۔ کہیں ہار گئے اور کہیں جیت گئے اس میں کوئی برائی ہے اور نہ ہی ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہم نے ایک ترمیم دی ہے۔ اس میں کیا logicہے؟ ہم نے خدانخواستہ یہ تو نہیں کہا کہ کسی اور forceکے ذریعے الیکشن کرایا جائے۔ ہم simpleبات کر رہے ہیں کہ judiciaryکے ذریعے الیکشن کرایا جائے تاکہ hue and cryنہ ہو، پنجاب میں شور وغل نہ ہو۔ میں پیشگی یہ گزارش کروں گا کہ جب ای ڈی او محکمہ ڈیری ڈویلپمنٹ، ای ڈی او محکمہ صحت اور ای ڈی او محکمہ تعلیم الیکشن کروائیں گے تو اگلا ایک سال ہم شور وغل کرتے رہیں گے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے جبکہ ہمارے respectableبھائی کہیں کہ دھاندلی نہیں ہوئی تو اس کو ہم cut shortکیوں نہیں کر رہے؟ ہماری meetingsمیں یہ بات کئی دفعہ بڑی categoricallyہوئی کہ judiciaryکے دباؤ کی وجہ سے ہم بلدیاتی الیکشن کروا رہے ہیں۔ چلیں، مان لیتے ہیں کہ ہم

judiciaryکے دباؤ پر الیکشن نہیں کروا رہے بلکہ یہ حکومت کی نیک نیتی ہے، یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نیک نیتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کے مسائل grass roots levelپر حل ہوں اور انہیں لاہور نہ آنا پڑے۔اگر واقعی ہم اس نیک نیتی کے ساتھ الیکشن کرا رہے ہیں تو پھر اختلاف کس چیز کا ہے؟ ہم کہہ رہے ہیں کہ judiciaryکے ذریعے الیکشن کرائیں تو اس میں اختلاف کس چیز کا ہے؟ مجھے اس logicکی سمجھ نہیں آ رہی کہ حکومت کیوں بضد ہے کہ ہم نے الیکشن Judiciaryکے ذریعے نہیں بلکہ اپنے ای ڈی اوز کے ذریعے ہی کرانے ہیں؟ خدارا اس الیکشن کی credibilityہونی چاہئے۔ یہ grass roots levelکا الیکشن ہے۔ میرے خیال میں اس میں approximately چار ہزار یونین کونسلیں ہیں۔اُس کے بعد میونسپلٹیز آتی ہیں، میونسپل کمیٹیز آتی ہیں، پھر کارپوریشنز آتی ہیں، پھر میٹروپولیٹن کارپوریشنز آتی ہیں، پھر ڈسٹرکٹ کونسلز آتی ہیں۔اس ساری چیز کو جیسے ایک بقلم جُنبش جس طرح کہتے ہیں اُس کو ہم controversialکیوں بنا رہے ہیں؟ اگر in a wayدیکھا جائے تو ہم ان دوستوں کی supportکر رہے ہیں ہم ان کی مخالفت نہیں کر رہے اور صاف وشفاف الیکشن کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ ہمارے سارے دوستوں کے چہروں پر بوریت بھی ہے لیکن اس میں میرا قصور تو اس لئے کوئی نہیں ہے کہ یہ important issueتھا اس کو آپ day timeمیں کر لیتے تو ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن آپ نے خود ہی مناسب سمجھا کہ اس کے لئے شام کا ٹائم رکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا ایک اور مزید controversyپیدا نہ کریں۔ ہم یہ بات ریکارڈ پر کر رہے ہیں اور پھر اگلا ایک سال کوئی بات نہیں ہو گی اور اسی بات پر شور شرابا رہے گا تو ہماری یہ بڑی جائز amendmentہے اور بڑی جائز ڈیمانڈ ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ ہمارے Treasury Benchesکے بھائی اس کو overruleنہ کریں اور اس پر ہمارے ساتھ اتفاق کریں۔ اگر ہم سارے اس پر متفق ہو جاتے ہیں کہ judiciaryہی الیکشن کرائے تو پنجاب میں اس کا جو impactاچھا آئے گا پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور grass roots levelپر ایک ہی چیز ہو گی کہ انشاء اللہ بڑے ہی شفاف اور ٹھیک الیکشن ہوں گے کیونکہ گورنمنٹ خود چاہ رہی ہے کہ شفاف الیکشن ہوں اسی لئے انہوں نے اپوزیشن کی judiciaryوالی بات کو مان لیا ہے۔ ماشاء اللہ ان کے پاس بہت بڑی majorityہے تو اگر یہ تنگ نظری کرتے ہیں تو چلو یہی ایک judiciaryوالی amendmentیہ خود لے کر آ جائیں تو ہم اُس کو supportکر دیتے ہیں ہمیں اس پر بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہم نے اختلاف برائے اختلاف نہیں کرنا بلکہ ہم نے ہر وہ کام کرنا ہے کہ جس کے لئے ہمیں لوگوں نے

mandate دیا ہے اور ان کو جو mandate دیا ہے ان کا حق ہے کہ وہ اپنا کام ضرور کریں ہمیں check and balance کا right ملا ہے کیونکہ اپوزیشن کا role, check and balance کا ہے اور یہ بڑا positive role ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے اس role کو بڑے positive طریقہ سے نبھا رہے ہیں اور ان دوستوں سے بھی میری برادرانہ گزارش یہی ہوگی کہ آپ مہربانی کریں اور پنجاب میں یہ ایک اچھا message جانا چاہئے اور اس کو initiate آپ کریں۔ اس کو پنجاب initiate کرے کیونکہ پنجاب بڑا بھائی ہے تاکہ دوسرے صوبے بھی کل اس چیز کو مانیں اور یہ بہت زبردست message جائے کہ پنجاب زندہ باد اور یہ بڑے fair and free الیکشن ہوئے ہیں، کل اس پر کوئی بھی بات نہ کر سکے اور کوئی بھی رُولا نہ پڑ سکے۔ اس کے ساتھ ہی بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم نے یہ جو amendment دی ہے یہ مخالفت برائے مخالفت یا ایوان کا وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں دی جیسے میرے دوست سمجھ رہے ہیں کہ شاید ہم ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ بالکل ایمانداری اور انتہائی خلوص کے ساتھ جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ credible الیکشن ہو، شفاف الیکشن ہو اور ایسا الیکشن ہو جس پر عوام کا یقین ہو۔ آپ لوگوں نے کافی safety walls لگوا لئے ہیں اوپر کے الیکشن کے لئے ان ordinances کے ذریعے اتنے safety walls رکھ دیئے گئے ہیں کہ اب اپوزیشن کی شاید گنجائش نہ ہی بچے لیکن credibility کے لئے اس کو ہم سرکار کے حوالے نہ کریں۔ ایک ایسا ادارہ جس کا شفافیت کے حوالہ سے سب ہی احترام کرتے ہیں اور جس پر سب کو یقین ہے اگر ہم یہ الیکشن اُس کے حوالے کر دیں تو اس سے جمہوریت مضبوط ہوگی، جمہوری ادارے مضبوط ہوں گے، سیاسی ورکر مضبوط ہوں گے اور جمہوری لوگ مضبوط ہوں گے۔ انتظامیہ کے حوالہ سے ہمیں جو تجربہ ہوا ہے وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ جب delimitations ہو رہی تھیں تو یہ گئے نہیں اور گھروں میں بیٹھے رہے تو میں عرض کروں کہ میں عید کے دوسرے دن اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے دفتر میں تھا اور ہم گزارش کر رہے تھے کہ جو اعتراضات داخل ہو رہے ہیں اُن کی کاپیاں دی جائیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انتظامیہ حکومت کے ساتھ کتنی زیادہ loyal ہے کہ اُس کی مثال اس طرح ہے کہ جب اعتراضات داخل ہو گئے تو ہمیں اُن اعتراضات کی کاپیاں اعتراضات پر سماعت ہونے کے وقت دی گئیں تاکہ ہم اُن کا جواب داخل نہ کر سکیں۔ میں انتظامیہ کی loyalty کی ایک اور مثال آپ کو دوں گا۔ میں کچھ دن پہلے ٹی ایم او

راولپنڈی کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ ہمارے حلقہ میں 75 percent street lights خراب ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو instructions آئی ہیں کہ کسی اپوزیشن کے ایم پی اے کو lights ٹھیک کرنے کے لئے گاڑی بھی نہیں دینی۔ حکومت کے ساتھ انتظامیہ کی وفاداری کا یہ حال ہے تو ایسی انتظامیہ کے زیر اثر جو الیکشن ہوں گے اُن کا حال وہی ہو گا جو میرے دوست ڈاکٹر سید وسیم اختر نے کہا ہے کہ 10 ہزار کی lead چاہئے، lead ہے تو نوکری ہے، lead نہیں ہے تو نوکری نہیں ہے تو میری یہ humble request ہے ہمارے فائدے کے لئے نہ سہی، جمہوری اداروں کے فائدے کے لئے، جمہوریت کی مضبوطی اور اس عوام کا جو تھوڑا بہت اعتماد جمہوریت اور الیکشن پر رہ گیا ہے اُس کو قائم رکھنے کے لئے آپ judiciary کے تحت الیکشن کروانے کا risk لے لیں گے تو کچھ بھی نہیں ہو گا کیونکہ آپ نے اس کے اوپر اتنی زیادہ قانون سازی کر دی ہے کہ آپ نے کہیں سے اس کے اندر اپوزیشن کے آنے کی گنجائش نہیں چھوڑی اگر یہ الیکشن انتظامیہ کے زیر اثر ہو گئے تو میرا نہیں خیال کہ کسی پاکستانی کو اس الیکشن کی غیر جانبداری پر یقین آئے گا اس لئے آپ سے یہ میری request ہے اور جیسے ہمارے دوست نے کہا کہ اس پر آپ amendment لے آئیں گے ہم اُس کو آپ کے ساتھ متفقہ طور پر قبول کر لیں گے لیکن خدا کے لئے اس کو controversial نہ بنائیں۔ پہلے ہی جس طرح پچھلے جنرل الیکشن پر آج تک سوالیہ نشان ہے تو یہ ایک اور لڑائی شروع ہو جائے گی۔ یہ الیکشن کروانے کی اگر عدلیہ سے درخواست کی جائے اور اگر عدلیہ نہ مانے تو پھر ہمیں الیکشن کمیشن کی صوابدید پر چھوڑ دینا چاہئے کہ وہ کس طرح یہ الیکشن conduct کرواتا ہے لیکن انتظامیہ کے زیر اثر یہ الیکشن کبھی impartial نہیں ہو سکتے۔ میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت ریاست کی وفادار نہیں ہے وہ حکومت وقت کی وفادار ہے اور وہ ہر قانونی یا غیر قانونی کام کرنے کو تیار ہے جس کا آرڈر حکومت وقت دیتی ہے۔ جب ہمیں اپوزیشن پر اعتبار نہیں ہے اور اگر زبردستی کی گئی اور اسی انتظامیہ کے ذریعے یہ الیکشن کرائے گئے تو میں کہتا ہوں کہ ہم تو اس کو بالکل تسلیم نہیں کریں گے، ہم لڑیں گے اور لڑتے رہیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب!

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہے کہ Treasury Benches کے ہمارے دوستوں کو بھوک بھی بہت ستا رہی ہو گی لیکن ان کی مجبوری ہے کہ یہ باہر نہیں جا سکتے کیونکہ پہرے دار کھڑے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تو اپنی اس amendment کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوری اداروں کے لئے اور خاص طور پر آئندہ جو انتخابات ہو رہے ہیں، for God sake اس کو یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ترمیم اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے تو ہم اس کو کیوں قبول کریں؟ میرا یہ خیال ہے کہ fair, free and transparent انتخابات کے لئے ہم نے یہ جو amendment دی ہے یہ ازبس ضروری ہے اور ہمارے دوستوں کو جمہوریت کے وسیع تر مفاد میں اس amendment کو oppose نہیں کرنا چاہئے بلکہ unanimously اس ایوان کی طرف سے یہ ترمیم منظور ہو کر ایکٹ کا حصہ بن جائے کہ یہ بلدیاتی انتخابات انتظامیہ کے تحت نہیں ہوں گے بلکہ یہ judiciary کے تحت ہوں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان یہ بات بھی کرتے ہیں تو بڑے اعتماد سے اس طرح بات کرتے ہیں جیسے واقعی صحیح بات کر رہے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس دفعہ پنجاب کی بدترین حلقہ بندیاں ہوئی ہیں اور میں being a Leader of Opposition آج بھی چیلنج کر رہا ہوں کہ یونین کونسل 206 اور 207 رضا بلاک کے لئے میں آج بھی ڈیڑھ گھنٹہ DCO کے دفتر بیٹھا رہا ہوں کہ مجھے اس کا ریکارڈ چاہئے تو پھر ایک عام آدمی کا کیا حال ہوتا ہوگا اور پورے پنجاب کے اندر کیا حال ہوتا ہوگا؟ آپ کا کوئی AC بات سننے کو تیار نہیں، DCO بات سننے کو تیار نہیں تو پھر ایک عام شہری جو فریق ہے جس کی الیکشن میں دلچسپی ہے جو آئندہ امیدوار ہو سکتا ہے جو اعتراض داخل کرنا چاہتا ہے وہ تین تین دن دھکے کھاتے رہے ہیں کہ ہمیں وہ حلقہ بندی کی notified کاپی دے دیں۔ رانا صاحب! آپ سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ پنجاب کے عوام کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ آپ نے رات کے اندھیروں میں جس جلدبازی کے ساتھ اپنے منظور نظر امیدواران کو کامیاب کرانے کے لئے AC’s کو چوبیس چوبیس گھنٹے نامعلوم مقامات پر مقید رکھ کر اپنے منظور نظر افراد کو task دیا کہ یہ حلقہ بندی اس طرح ہونی چاہئے۔ اس کے بعد دوسرے دن وہ بات سامنے آئی تو ایک دوسرا امیدوار سامنے آ گیا اور تیسرے دن پھر اس کی کانٹ چھانٹ کی گئی۔ میں چیلنج کرتا ہوں، میں نے آج بھی آپ کے سامنے بات کی ہے کہ ڈیڑھ دو گھنٹے تو میں آج بیٹھا رہا ہوں، میں کمشنر کے پاس گیا ہوں کہ مجھے یونین کونسل 207 رضا بلاک کے نقشے کی notified کاپی چاہئے۔ مجھے یہ کاپی چاہئے کہ کون کون سی آبادی، کون کون سے سرکل اور کون کون سے علاقے اس یونین کونسل میں آتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آج بھی تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور ریکارڈ نہیں دیا جا رہا۔ اگر میرا یہ حال ہے، میں یہاں کا منتخب نمائندہ ہوں، میں قائد حزب اختلاف ہوں لیکن مجھے آج بھی کاپی نہیں ملی۔ آج آخری دن تھا کہ میں اس کو چیلنج کرنا چاہتا ہوں، میں اسے ہائی کورٹ میں لے کر جانا چاہتا ہوں لیکن DCO

کے دفتر سے ریکارڈ غائب ہے، کمشنر کے دفتر سے ریکارڈ غائب ہے، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کوئی رانا صاحب ہیں شاید ان کا نام رانا صہیب ہے وہ ریکارڈ ساری جگہوں سے غائب ہے۔ یہ کہانی گھر گھر کی ہے، ضلع ضلع یہی کہانی ہے اور ہر یونین کونسل کی یہی کہانی ہے۔ آپ کہتے ہیں delimitations بڑی مثالی ہوئی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بدترین delimitations ہوئی ہیں۔ اس حلقہ بندی کے حوالے سے کسی قانون اور ضابطے کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ میں لاہور شہر کی بات کر رہا ہوں کہ ایک ایک حلقہ کئی کئی کلومیٹرز پر پھیلا ہوا ہے۔ ایک حلقہ یتیم خانہ سے شروع ہوتا ہے تو منصورہ سے آگے دریائے راوی تک چلا جاتا ہے۔ یہ delimitations کی تعریفیں کر رہے ہیں جبکہ لوگوں کو موقع نہیں دیا گیا اور لوگوں کو کاغذات فراہم نہیں کئے گئے۔ اس پر طرفہ تماشا یہ ہے کہ کچھ لوگ ADCGL کے پاس گئے، AC کے پاس گئے، DCO کے پاس گئے کہ ہم نے اسے چیلنج کرنا ہے آپ ہمیں فلاں فلاں یونین کونسل کا نقشہ دے دیں تو un-attested اور un-signed فوٹو کاپیاں پتا نہیں کیسے دو دو، چار چار ہزار روپے میں لے کر آئے اور وہاں پر یہ اعتراض ہوا کہ یہ attested نہیں ہیں اور یہ notified نہیں ہیں۔ عام لوگ کہاں سے attested اور notified کاپیاں لیں؟ اے سی، ڈی سی او، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ اور لوکل گورنمنٹ کا پورا سٹاف جنہوں نے حلقہ بندیوں کو جس طرح تباہ و برباد کر دیا ہے بلکہ پورے پنجاب کو لیر و لیر کر دیا ہے۔ وہ آئندہ انتخابات میں کیا گل کھلائیں گے۔ کیا ہم یہ انتخابات دینے جا رہے ہیں، اسی انتظامیہ کے ذریعے انتخابات ہوں گے، ان پٹواریوں کے ذریعے سے انتخابات ہوں گے، تھانیداروں، کلرکوں اور ای ڈی اوز کے ذریعے انتخابات ہوں گے۔ اس وقت پوری قوم سراپا احتجاج ہو گی۔ میں اس لئے یہ کہتا ہوں کہ خدارا یہ ایک ایسا موقع ہے کہ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس کو آپ تسلیم کریں اور پورا ایوان اس پر consensus کرے کہ یہ ٹھیک ہے کہ عدلیہ کے ذریعے ہم ان انتخابات کو کرائیں گے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا نہ ہوا تو ان انتخابات کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی اور پورے صوبہ کے اندر ایک انارکی اور انتشار پیدا ہو گا اور ایسی آگ لگے گی جو ان حکمرانوں کو بھسم کر دے گی جو لوگوں کو انصاف فراہم نہیں کر سکتے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ میں کوشش کروں گی کہ بہت کم الفاظ میں اپنے تحفظات کا اظہار کر سکوں۔ ہم اس وقت یہ چاہ رہے ہیں کہ جو سلسلہ پہلے ہی چل رہا ہے اس میں تھوڑی سی ترمیم کر لی جائے۔ میرا شہر جہلم بہت چھوٹا ہے وہاں کی میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہوں

گی کہ کل کوئی ٹی ایم او جا کر ہمارے الیکشن کو مانیٹر کرے گا۔ اب اس پر میرا سوال یہ ہے کہ جہلم میں جو ٹی ایم او ہے وہ ہمارے بڑے پیارے بھائی جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے بہت قریبی relative ہیں۔ کیا وہ یہاں deny کر سکتے ہیں کہ وہ ان کے relative نہیں ہیں؟ انہوں نے خود اس کو لگوایا ہے اور اس لئے لگوایا گیا کہ جہلم میں جہاں تک یہ جا سکتے ہیں یہ جائیں لیکن یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ ان چیزوں کو consider کرے۔ یہ حکومت کے لئے بھی اتنی ہی بدنامی کا باعث ہے۔ یہ باتیں کل جب لوگوں کو پتا چلیں گی کہ کس طرح الیکشن ہوئے اور کیسے الیکشن ہوئے؟ میرے دو بھائی جہلم کے یہاں ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ مجھے بتائیں کہ ایسا ہے یا نہیں؟ آپ ریٹرننگ آفیسر لگائیں گے، آپ ضرور لگائیں لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ کے سگے رشتہ دار وہاں پر ریٹرننگ آفیسر ہوں گے۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ جوڈیشری پر کسی کو تحفظات نہیں ہیں۔ اس بات کو کیوں acknowledge نہیں کیا جاتا، منسٹر صاحب اس بات سے کیوں بھاگ رہے ہیں؟ اگر یہ ایک ترمیم ہو جاتی ہے تو ہم بھی satisfy ہو جائیں گے اور میرا خیال ہے کہ انہیں بھی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی بولا تھا کہ زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ مجھے kindly جواب دے دیجئے کہ میرے حلقہ میں delimitations اس طرح کی گئی ہے کہ جو وارڈز بنائے گئے وہ zigzag بنائے گئے ہیں۔ وہاں ایک سرا گھوم گھما کر دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ مجھے بتائیے کہ کیا یہ جو الیکشن انہوں نے کرانے ہیں شفاف الیکشن ہوں گے؟ کم از کم جوڈیشری تو ایسی ہے جس پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا اور اس پر تو کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں جوڈیشری کے الیکشن کرانے پر کیا اعتراض ہے؟ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ میری آخر میں بڑی humble request ہو گی کہ kindly اس کو consider کیا جائے اور ہمیں بھی تھوڑے سکون سے الیکشن لڑنے دیں۔ اس کے بعد جو بھی رزلٹ ہو گا ہم قبول کریں گے۔ ہم نے پہلے بھی رزلٹ قبول کئے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کا نام اس فہرست میں نہیں ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری ایک منٹ بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اس میں آپ کا نام نہیں ہے۔ مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی۔ جی،لاء منسٹر صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میں نے ابھی بات کرنی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!میں بھی اپوزیشن میں سے ہوں۔ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کھگہ صاحب!آپ بات کریں وٹو صاحب اس میں mover نہیں ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!میں آپ کا دلی احترام کرتا ہوں لیکن مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس میں آپ کا نام نہیں ہے۔ کھگہ صاحب!آپ نے بات کرنی ہے تو کریں نہیں تو لاء منسٹر صاحب سے جواب لے لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!ایک منٹ کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ کے پاس کوئی تجویز ہے تو آپ وہ لاء منسٹر صاحب کو علیحدہ دے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ خرم وٹو صاحب کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ یہاں پر ترامیم دی ہیں جبکہ ٹیکنیکل باتوں کا سہارا لیتے ہوئے اُن کو بولنے ہی نہیں دیا گیا۔ اب اگر وہ Clause 12 پر بات کرنا چاہتے ہیں تو میرا انہیں خیال کہ یہ کوئی مناسب روّیہ ہے کہ آپ ان سے کہیں کہ اس پر بالکل بات ہی نہیں ہو سکتی لہذا بیٹھ جائیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کی کوئی ترمیم آپ نے take up نہیں کی لیکن اس پر وہ بات کرنا چاہ رہے ہیں تو انہیں بات کرنے دی جائے۔ وہ اس پر بتا دیں گے کہ وہ اس میں کیا amendment چاہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کھگہ صاحب!آپ بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں چونکہ اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں پنجابی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پڑھے لکھے ہیں لہذا اردو میں ہی بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اگر کوئی لفظ غلط ہو جائے تو معافی چاہتا ہوں کیونکہ میرے دل میں جو بات آئی ہے میں وہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو دِل میں بات رکھے وہ کافر ہوتا ہے۔ میرے ہوش سنبھالن توں بعد جنے وی الیکشن آئے نیں ایہدا credit ماشاء اللہ میاں نواز شریف صاحب نوں جانداا ے شاید ہور کسے پارٹی نوں نئیں جاندا۔ میں ایہہ گل اپنے دل وچوں کر رہیا واں۔ میاں صاحبان نے 1988 والا الیکشن کرایا، 1991 وچ کرایا تے 1997 دے وچ وی کرایا جد کہ کوئی دوجی ہور حکومت آندی اے تے اوہ ایہنوں ختم کر دیندے سن۔ میں سمجھنا آں کہ اللہ تعالیٰ جد کسے نوں عزت دینداا ے تے اوس نوں اوس دے مقام دے مطابق حوصلہ تے عقل وی دینداا ے۔ میں صرف اِک request کرنا چاہنا آں کیونکہ اوہ پنجاب دے وزیر اعلیٰ نیں تے ساڈے وی نیں۔ میں گزارش ایہہ کرنا چاہنا آں کہ جس طرح اوہناں نیں پچھلے تِن الیکشناں وِچ اچھا ثبوت دِتا اے تے اَج وی اوہناں داناں اے کہ الیکشن اوہناں نے ای کرائے نیں باقی پارٹیاں یا فوجی آکے ختم کر دیندے سن۔ میری گزارش ایہہ اے کہ اَج وی ایس الیکشن نوں اوسے طریقے تے اچھے انداز نال جج صاحباناں کولوں ای کرائے جاون۔ میں اپنے پنڈ گیا تے اِک ایسا آدمی غلام فرید جیہڑا کدی شہر اِی نئیں سی جاندا بلکہ اوہدے جُتی کپڑے وی باقی صاحبان لے آندے نیں۔ اوہنے مینوں آکھیا کہ شاہ جی تسیں ایس الیکشن دا کی ناں لئی جاندے او، ایہہ شفاف الیکشن نئیں بلکہ ایہہ تے صفایا الیکشن اے۔ تسیں یقین کرو کہ میں اوہدی گل سن کے غور اِچ پے گیا۔ اللہ تعالیٰ ایہناں نوں تِن چار دفعہ وزیر اعلیٰ بناوے پَر گزارش ایہہ اے کہ اگر ایہناں نوں الیکشن دا خیال آیا اے تے اَگے وی پلڑا بلدیات دے بارے میاں صاحبان دا ای بھاری اے تے میں ایس چیز نوں مننا آں۔ پہلے وی اوہناں ای الیکشن کرائے نیں تے ہن وی اچھے طریقے نال کراون تا کہ شفاف ہوون پَر صفایا الیکشن ناں ہوون۔ لاء منسٹر صاحب ساڈے وڈے محترم بھائی نیں تے میں اوہناں نال وی گزارش کرنا چاہنا آں کہ اگر لڑائی توں بچنا اے تے شفاف الیکشن کراون۔ اگر شفاف نئیں ہونے تے فیر ویسے ای nominate کر دِتے

جاون باقی گلاں تے بھائی سبطین خان نے وی کیتیاں نیں۔ ایہہ میرے دِل دی آواز سی جیہڑی میں ایس request دی صورت وچ وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچانا چاہناآں۔ اوہ وڈے حوصلے دا مظاہرہ کرن کیونکہ اوہناں کول وڈا جگرا اے تے نالے بہت اچھے اوہناں نے کم وی کیتے نیں تے ساڈی اوہناں نال ایہہ وی گزارش اے کہ صحیح الیکشن کراون۔ جتنا اوہناں نے ای اے کیونکہ اوہ اکثریت اچ نیں۔ ساڈی پارٹیاں دے کوئی تیہہ چالی بندے نیں جیہڑے اپنے حلقیاں دے وچ زیادہ زور مارن گے تے جتن گے لیکن ایس گل وچ نام نامی میاں صاحبان دی ہونی اے۔ میری بس ایہو اِک ای گزارش اے۔ جے کوئی غلطی ہو گئی ہووے تے معافی چاہناآں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے ایک منٹ بات کرنی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ ایک young سپیکر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کا نام اس میں نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ اپوزیشن لیڈر نے بھی request کی ہے تو یہ جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں آپ اِن کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے دیں تو یہ بات کر لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وٹو صاحب! آپ جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کر لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: بہت شکریہ۔ میں وزیر قانون صاحب، حکومتی بنچوں اور معزز اپوزیشن لیڈر صاحب کا ممنون ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بلاشبہ آپ جس Chair پر بیٹھے ہیں اور اس Chair پر آپ جیسے young اور energetic سپیکر ہوں گے تو مجھے توقع ہے کہ ایوان کی کارروائی انشاء اللہ تعالیٰ بہتر انداز سے چلے گی۔ اسی Chair پر خدا کے فضل وکرم سے میرے والد میاں منظور احمد وٹو صاحب بھی set like آٹھ سال بطور سپیکر بیٹھے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں بھی انہی colleagues کی طرح ایک ممبر پارلیمنٹ ہوں۔ by elections میں elect ہو کر آیا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب کو بات کرنے دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اگر یہ میری بات نہیں سننا چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات کریں اور مختصر کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں مختصراً بات کر رہا ہوں کہ بطور ممبر نیشنل اسمبلی میں نے وہاں پر قانون سازی کی ہے، وہاں Bills متعارف کروائے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری برائے کابینہ ڈویژن کے طور پر چھ مہینے وزیراعظم صاحب کے behalf پر نیشنل اسمبلی میں جوابات دیتا رہا ہوں اور بطور ممبر نیشنل اسمبلی میری کارکردگی کو دیکھتے ہوئے مجھے بطور پینل آف چیئر مین House conduct کرنے کا موقع ملا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کوئی تجویز ہے تو وہ بتائیں۔ میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن اس کے مطابق کوئی تجویز ہے تو وہ دے دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری Clause 12 کے حوالے سے گزارش ہے کہ۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور اُن کو بات کرنے دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے حوصلے اور صبر سے تمام چیزیں سنی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں۔

CH ALI ASGHAR MANDA (Advocate): Sir, I am on point of verification.

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے گیارہ amendments move کی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! وہ time barred تھیں اس لئے ہم نے rules کے مطابق کی ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے اپنی speech میں فرمایا ہے کہ آپ لوگوں نے تجاویز نہیں دیں۔ میں اگر محنت کر کے گیارہ amendments لے کر آیا ہوں تو میری بات کو سنا جائے اور حوصلے سے سنا جائے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ تو اپنی تعریفیں کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! میں نے اُن کو floor دیا ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں کسی کے خلاف بات نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اُن کو floor دیا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب! آپ اس کے مطابق ہی بات کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں اسی کے مطابق ہی بات کر رہا ہوں لیکن وہ میری بات سننا نہیں چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اپنی بات کریں۔ میں سن رہا ہوں اور لاء منسٹر صاحب بھی سن رہے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے گیارہ Amendments move کی ہیں جن میں سے یہ Amendment ایسے ہے کہ عدلیہ کو اسسٹنٹ ریٹرننگ آفیسر اور ریٹرننگ آفیسر کے طور پر appoint کیا جائے۔ یقیناً یہ بات حکومت کی طرف سے ہے جیسے انہوں نے کہا ہے کہ سرکاری محکموں کے آفیسر الیکشن conduct کروائیں گے لیکن میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے Parliaments اور Member of the Parliaments کا تقدس بحال کرنا ہے، اگر آج یہاں پر عدلیہ کے علاوہ سرکاری ملازمین الیکشن conduct کروائیں گے اور ہمیں نتیجے دیں گے تو کسی بھی اختلافِ رائے کے بغیر میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس سے آپ کی اپنی جماعت کی credibility suffer کرے گی۔ اس بات سے قطع نظر کہ سیاسی اختلافات اپنی جگہ پر لیکن پنجاب میں جیسے مسلم لیگ (ن) کہتی ہے کہ ہم یہاں پر Rule of Law رکھنا چاہتے ہیں اور جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ایسا کرنا پڑے گا۔ جنرل الیکشن میں جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے میں اس پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن آج آپ خود عدلیہ کو accept نہیں کر رہے اور اس کو reject کر رہے ہیں۔ ہماری ترمیم یہ ہے کہ عدلیہ کے تحت الیکشن کروائے جائیں۔ ابھی ایک سال پہلے آپ عدلیہ کو مان رہے ہیں اور بلدیاتی الیکشن میں اسی عدلیہ کو نہیں مان رہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ یہ بہت بڑی بددیانتی اور زیادتی ہوگی۔ میری گزارش ہے کہ عدلیہ کے ماتحت ہی الیکشن کروائے جائیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب اس amendment کے اوپر اپوزیشن بحث کر رہی تھی تو میری طرف سے کچھ دوست اس بات کے اوپر تھوڑا irritate ہو رہے تھے یا محسوس کر رہے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کے یہ لمحات جو

ابھی آدھا گھنٹہ پہلے گزرے ہیں یہ ہماری موجودہ جمہوری اور انتخابی سیاست کے لئے اتنی اہمیت کے حامل ہیں کہ جیسے اس گفتگو کے دوران اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ عدلیہ سے الیکشن کروائیں ورنہ قوم تباہ ہو جائے گی، بھسم ہو جائے گی اور ہر طرف آگ لگ جائے گی۔ یہاں پر کہا گیا کہ اگر عدلیہ نے الیکشن نہ کروائے تو جمہوریت تباہ ہو جائے گی، ملک تباہی کی طرف چلا جائے گا، ہم requestکرتے ہیں کہ ریٹرننگ آفیسرز جوڈیشری سے ہونے چاہئیں۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ حکومت کیوں نہیں ہماری یہ بات مان رہی۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ منسٹر صاحب جواب دیں کہ وہ کیوں اس بات سے بھاگ رہے ہیں؟ جوڈیشری سے الیکشن کروائیں ورنہ اگر جوڈیشری سے الیکشن نہ کروائے گئے تو یہاں پر غدر مچ جائے گا، یہاں پر دھاندلی ہو گی، یہاں پر من مانیاں ہوں گی اور یہاں پر انصاف نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ ریٹرننگ آفیسرز جوڈیشری سے ہونے چاہئیں، الیکشن جوڈیشری کروائے تو اس کا میرے پاس ایک ہی جواب ہے کہ اتنا بڑا مظاہرہ کہ ڈاکٹر صاحب بھی اس میں شامل ہیں، وٹو صاحب بھی اس میں شامل ہیں اور پوری پی ٹی آئی شامل ہے، میں نے سنا تھا کہ جھوٹ کے پاؤں بھی نہیں ہوتے اور حافظہ بھی نہیں ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جھوٹ بولنے والوں کا حافظہ نہیں ہوتا اور جھوٹ بولنے والے بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے کل کیا کہا تھا اور اس سے پہلے کیا کہا تھا۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے جوڈیشری کے ریٹرننگ آفیسروں کے خلاف پچھلے چھ ماہ جو گفتگو کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آج جب اس ایوان سے باہر جائیں تو جا کر کوئی اخبارات پڑھیں یا اپنے بیانات کو اٹھا کر دیکھیں اور پھر قوم کو یہ بتائیں اور کل یہ جواب دیں کہ جن ریٹرننگ آفیسروں کے کردار کو آپ "شرمناک" کہتے تھے، آج آپ کا کردار کیا ہے؟ یہ کردار "شرمناک" ہے یا ان کا کردار شرمناک ہے؟ آپ اب قوم کو بتائیں کہ آپ تو یہ کہتے ہیں کہ جوڈیشری الیکشن کروائے گی تو free & fairہوں گے، ریٹرننگ آفیسروں کا کردار free & fairہو گا تو پھر آپ کس طرح سے چھ ماہ تک انہیں گالیاں دیتے رہے، آپ کس طرح سے ان کے کردار کو "شرمناک" کہتے رہے؟ جب جوڈیشری نے suo moto noticeمیں بلایا تو آپ نے وہاں پر جا کر "شرمناک" کے معنی ہی changeکر دیئے اور آپ نے کہا کہ شرمناک تو گالی ہی کوئی نہیں ہے۔ شرمناک تو بہت اچھا لفظ ہے۔ آج کے حوالے سے اپوزیشن کا جو کردار سامنے آیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ان کے لیڈر کی زبان میں اس کردار کو "شرمناک" کہنے تک ہی محدود رہوں تو میرا خیال ہے کہ کافی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ آئین پڑھیں، ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ آئین پر عمل نہیں ہو رہا اور دوسری طرف خود اپنا حال یہ ہے کہ آئین پڑھتے نہیں ہیں۔ آئین میں یہ لکھا ہے کہ Local Bodies Election الیکشن کمیشن کروائے گا، صوبائی حکومت نہیں کروائے گی۔ ریٹرننگ آفیسرز اور اسسٹنٹ ریٹرننگ آفیسرز الیکشن کمیشن نے مقرر کرنے ہیں اور یہ الیکشن کمیشن کا آئینی اختیار ہے۔ الیکشن کمیشن کا سربراہ اس وقت سپریم کورٹ کا sitting Judge ہے۔ یہ کام انہوں نے کرنا ہے، یہ صوبائی حکومت نے نہیں کرنا۔ وہ جسے ریٹرننگ آفیسر مقرر کریں گے تو صوبائی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے مطابق ریٹرننگ آفیسر لگائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 12 of the Bill, for sub-section (1) of the proposed Section 22 of the Principal Act, the following be substituted:-

"(1) The Election Commission shall appoint from amongst the officers of Judiciary, District Returning Officers, Returning Officers and Assistant Returning officers for the purpose of election under this Act."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad,

Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary. Any mover may move it. Dr Syed Waseem Akhtar!

میں اپوزیشن لیڈر سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں کیونکہ ان کی طرف سے اس بل کے متعلق ترمیم ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر بھی چلے گئے ہیں۔۔۔ محرک موجود نہ ہیں لہذا یہ ترمیم withdraw سمجھی جائے۔

Now, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم دو یا تین معزز ممبران پر مشتمل کمیٹی بنا کر اپوزیشن کو منانے کے لئے بھیجیں۔ وہ اگر اپوزیشن کو منا کر نہ لائے تو کم از کم ان سے یہ پوچھ کر آئے کہ وہ میری کس بات سے ناراض ہوئے تھے؟ میں اپنے ایک ایک لفظ پر قائم ہوں اور اس بات کی گارنٹی دینے کو تیار ہوں کہ

میں نے کوئی بھی لفظ فالتو نہیں کہا۔ اگر شرمناک کا لفظ استعمال کیا ہے تو وہ ان کے لیڈر کا محبوب لفظ ہے۔ میں نے وہ لفظ ان کے لئے استعمال کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک ندیم کامران صاحب اور منسٹر جیل خانہ جات جناب عبدالوحید چودھری اپوزیشن ممبران کو منا کر لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران اور وزیر جیل خانہ جات جناب عبدالوحید چودھری معزز ممبران حزب اختلاف کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حالانکہ کافی tense ماحول ہے light mood میں آج ان کے لیڈر نے لاہور میں ایک اور بھی معاملہ کیا ہے۔ جیسے آج سے کوئی اڑھائی تین سو سال پہلے ایک بادشاہ نے تاج محل تعمیر کر کے غریبوں کی محبت کا مذاق اڑایا تھا تو عمران خان صاحب نے PC ہوٹل میں مہنگائی کے خلاف اجلاس کر کے غریبوں کی غربت کا مذاق اڑایا ہے۔ اندازہ کریں کہ PC ہوٹل اور غریبوں کے لئے مہنگائی کے خلاف احتجاج۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میں دوسرا بل move کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں put کرتا ہوں۔

مسودہ قانون (ترمیم) سماجی تحفظ صوبائی ملازمین مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Provincial Employees' Social Security (Amendment) Bill 2013. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Provincial Employees' Social Security (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Employees' Social Security (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

اپوزیشن کی طرف سے amendments ہیں لیکن ان کا کوئی ممبر یہاں ایوان میں موجود نہیں ہے لہذا یہ withdraw سمجھی جاتی ہیں۔

Now, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Employees' Social Security (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment but no mover is present.

اس کلاز میں بھی اپوزیشن کی طرف سے amendment ہے لیکن چونکہ اپوزیشن کا کوئی ممبر بھی موجود نہیں ہے لہذا اس کو withdraw سمجھا جاتا ہے۔

Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت پانچ منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Employee's Social Security (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Employee's Social Security (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Employee's Social Security (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اپوزیشن کے معزز ممبران کو welcome کرتا ہوں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس انشاء اللہ کل مورخہ 10۔دسمبر 2013 صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔